نقیبِ ختمِ نبوت

ماہنامہ — ملتان

جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

۱۰

اکتوبر ۱۹۹۹ء

بقاءِ احرار

مجلس احرارِ اسلام کے تاریخی کارنامے اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس یادگار جماعت کو اسلام اور قوم و مُلک کی خاطر بہرحال زندہ اور قائم رکھا جائے۔ اگرچہ اس وقت ہم میں اِس کے بانی رہنما موجود نہیں، سب اللہ کو پیارے ہوگئے تاہم وہ کارکن اور رضا کار جنہوں نے اکابرِ احرار کی قیادت میں برسوں کام کیا اور اُن سے دینی، سیاسی اور تنظیمی تربیت حاصل کی۔ ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مجلس احرارِ اسلام کی عظیم تاریخ اور مقاصد کے پیشِ نظر اپنی اور اپنے اکابر کی قربانیوں کو رائیگاں نہ ہونے دیں۔ متحد ہو کر اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے میدانِ عمل میں آئیں۔ تنظیم کو مضبوط تر بنا دیں۔ پرانے کارکن نئے آنے والوں کو اپنی رفاقت میں آگے لائیں، جماعت کے منشور و دستور کی پابندی کو سب چیزوں پر مقدم رکھیں۔ محض جذباتی انداز ترک کریں۔ سابقہ حالات سے قطع نظر کر کے، آئندہ کے خطرات کا احساس کریں۔ جماعت کے ساتھ چلنے اور اس کو چلانے کے لئے نئی قیادت کے ساتھ تعاون میں پوری لچک پیدا کریں۔ تاکہ ہم اپنے تاریخی ورثہ کی حفاظت اور مستقبل کی قیادت کے سلسلہ میں دین و دُنیا میں سُرخرو ہوں۔

جانشینِ امیرِ شریعت
سید ابو مُعاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ

{اقتباسِ اداریہ
پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور
جنوری ۴ ۱۹۷ء}

نفاذِ اسلام

یک نکاتی ایجنڈہ

قادیانی هفوات اور اُن کا جواب

مشرقی تِی مور
دوسرا اسرائیل

پرویزیت — ایک مطالعہ

اخبار الاحرار
تنظیمی سرگرمیاں

عربی

التفسير الكبير

للإمام

الفخر الرازي

أبي عبد الله محمد بن عمر فخر الدين

طبعة جديدة مصححة

11 جلدیں 32 حصے

دار الحدیث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان فون:- ۵۴۲۴۱۹

ومن مطبوعاتنا

عمدة القاري

عربی

شرح صحيح البخاري

للشيخ الإمام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

الطبعة الأولى المطابقة بالترقيم كتبًا وأبوابًا وأحاديث

للمعجم المفهرس لألفاظ الحديث وفتح الباري

مع ذكر أطراف الأحاديث طردًا وردًا

کمپیوٹر ایڈیشن

طباعت عمدہ

سائز درمیانہ

کاغذ اعلیٰ سفید

لیمینیشن کی خوبصورت سولہ جلدیں

دار الحدیث

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔ پاکستان فون: ۵۴۲۴۱۹

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

Regd: M - No.32

جمادی الاخریٰ: ۱۴۲۰ھ + اکتوبر: ۱۹۹۹ء

جلد: 10 ◆ شمارہ: 10 | قیمت: 15 روپے

زرِ تعاون سالانہ:

اندرون ملک 150 روپے،
بیرون ملک 1000 روپے پاکستانی

مجلس ادارت

* زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
* رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری
* مدیرمسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

- پروفیسر خالد شبیر احمد
- سید خالد مسعود گیلانی
- مولانا محمد اسحٰق سلیمی
- مولانا محمد مغیرہ
- عبداللطیف خالد چیمہ
- محمد عمر فاروق
- ابوسفیان تائب
- ساغر اقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ✆: 061 - 511961

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

ترتیب

دل کی بات: مدیر ۳

شاعری: حمد، نعت (سید کاشف گیلانی) نعت، (سید محمد یونس بخاری بابر فاروق ارشد)، نظم (تاثیر، وجدان) (سید محمد یونس بخاری)، (محمد اکرام تائب) وجود باری تعالیٰ (علامہ طالوت) ۵

افکارِ ابوذر: ادب و ادیب ــــــ جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ ۱۰

〃 〃 وجودِ باری تعالیٰ ــــــ 〃 〃 〃 ۱۲

ردِّ قادیانیت: تحریکِ تحفظ ختم نبوت اور دینی جماعتوں کی ذمہ داریاں محمد عمر فاروق ــــــ ۱۳

〃 کادیانی ہفوات اور ان کا جواب ــــــ شمس الاسلام بہاری ــــــ ۱۶

〃 جہاد قیامت تک جاری رہے گا ــــــ محمد طاہر رزاق ــــــ ۱۸

〃 ایمان کے بیوپاری ــــــ حامد میر ــــــ ۲۳

گوشہ خاص بیادِ شورش کاشمیری

آغاجی......ایک تاثراتی تحریر ــــــ سید محمد یونس بخاری ــــــ ۲۶

مثل شورش جیو ــــــ شیخ حبیب الرحمن بٹالوی ــــــ ۳۰

دین و دانش: جنت میں لے جانے والے اعمال ــــــ حکیم محمد احمد ظفر ــــــ ۳۱

تجزیہ: اسلام اور جمہوریت ــــــ عبدالرشید ارشد ــــــ ۳۶

عالم اسلام اور عیسائیت: مشرقی تی مور......دوسرا اسرائیل ــــــ عابد مسعود ڈوگر ــــــ ۳۷

نقد و نظر: پرویزیت......ایک مطالعہ ــــــ بشیر حسین ناظم ــــــ ۳۹

اخبارالاحرار: احرار رہنماؤں کے بیانات، تنظیمی اسفار اور سرگرمیاں ــــــ ۴۴

طنز و مزاح: زبان میری ہے بات ان کی ــــــ آغا غیاث الرحمن انجم ــــــ ۶۰

حسنِ انتقاد: تبصرہ کتب ــــــ محمد عمر فاروق ــــــ ۶۱

ترحیم: مسافرانِ آخرت: ــــــ ۶۲

دل کی بات:

نفاذِ اسلام .... یک نکاتی ایجنڈا

پاکستان سیاسی اتحادوں، جلسوں اور ریلیوں کی زد میں آیا ہوا ہے۔ ہر سیاسی جماعت اقتدار پر شب خون مارنے کے درپے ہے۔ اور ان جماعتوں کے سربراہ وزیراعظم کا حلف اٹھانے کے لئے شیروانیاں سلوائے بیٹھے ہیں۔ ان سب میں اگرچہ مفادات کا شدید ٹکراؤ ہے۔ مگر یہ سب نواز شریف کو ہٹانے کے یک نکاتی ایجنڈے پر متحد ہیں۔ لیکن عوام ان کا ساتھ دینے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ ان حالات میں ملک کی دینی جماعتوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ آگے بڑھیں، باہمی اختلافات ختم کریں اور قیام و نفاذِ شریعت الٰہیہ کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔

گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمن، امیر الاحرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کی عیادت کے لیے ملتان تشریف لائے تو حضرت الامیر مدظلہ نے مولانا فضل الرحمن سے دوران ملاقات فرمایا کہ "لادین جماعتیں" نواز شریف ہٹاؤ" کے یک نکاتی ایجنڈے پر اکٹھی ہو سکتی ہیں تو دینی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ نفاذِ اسلام کے یک نکاتی ایجنڈے کو بنیاد بنا کر اپنی ساری قوتیں اور توانائیاں اس کے لیے کھپا دیں"۔

ہمارے ذمہ جدوجہد کرنا ہے۔ نتائج آج نہیں تو کل ضرور نکلیں گے۔ اور ہمیں یقین کامل ہے کہ اگر تمام دینی رہنما صدق دل اور اخلاص کے ساتھ فروعی اختلافات کو خیر باد کہہ کر دین کی حاکمیت کے لیے ایک ناقابل تسخیر قوت میں ضم ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وطن عزیز اسلام کا گہوارا نہ بن سکے۔

ماضی میں طالع آزما سیاستدانوں نے ہمیشہ دیندار طاقتوں کو استعمال کر کے انہیں اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھایا جس سے دینی جماعتوں کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ لیکن اب تمام دینی قوتوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ ان کی بقاء یکجہتی اور اتحاد باہمی میں ہی ہے۔ اگر اس نازک دور میں بھی انہوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے اور جمہوریت جیسے اسلام کے متوازی نظام زندگی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی سعی نہ کی تو انہیں اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ پاکستان میں بھی وہی حالات رونما ہو سکتے ہیں۔ جو مصر، الجزائر اور ترکی میں پیش آ چکے ہیں۔ نفاذِ اسلام کا راستہ جمہوریت نہیں انقلاب ہے، جب انقلاب آتا ہے تو پھر معاشرے کے جرائم میں شریک پیشہ ور مجرموں کے ساتھ ساتھ انہیں بھی اپنی رو میں بہا کر لے جاتا ہے۔ جو ان مجرموں کی راہ میں رکاوٹ بننے کی بجائے ان کے معاون ہوتے ہیں۔

ایسمی ری پروسیسنگ پلانٹ خوشاب قادیانیوں کے نرغے میں

مسلم لیگی حکومت نے دین دشمن عناصر کو جس طرح کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھا کر کئی دبے ہوئے فتنے پھر نئے سرے سے سر اٹھانے لگے ہیں۔ ذکری، شیعہ، عیسائی اور قادیانی بے لگام گھوڑے کی طرح دندنا رہے ہیں۔ حکومت نے پہلے بدنام زمانہ قادیانی مجیب الرحمن ایڈووکیٹ کو احتساب

سیل میں کلیدی آسامی پر فائز کیا۔ اب ٹیکسٹ بک بورڈ میں طاہر اطہر قادیانی کی تعیناتی کر کے مسلمانوں کے سینے پر مونگ دلنے کا اہتمام کیا ہے۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آخر ہمارے حکمران منکرینِ ختم نبوت کو دھڑا دھڑ نواز کر کس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

قادیانیوں کی تخریبی کارروائیاں کسی سے چھپی ڈھکی نہیں ہیں۔ وہ جس بھی ادارے میں گھس جائیں ان کے مقاصد اس کی تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ قادیانیوں نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رہیں گے۔ جس کی وجۂ عناد صرف اور صرف یہی ہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پوری دنیا میں ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے اور وہ اب ہر ایک جگہ پر غیر مسلم کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی بدولت قادیانیوں کو پاکستان کے حساس ترین ادارے کھوٹہ پلانٹ میں ملازمتوں کے نام پر داخل ہونے کا موقع ملا اور انہوں نے یہاں اپنے قادیانی سربراہوں کے اشارے پر ایٹمی اداروں سے ایٹمی راز چرا کر پاکستان کی سلامتی کو شدید خطرات سے بارہا دوچار کیا۔ یہ تو مقامِ شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں ڈاکٹر عبدالقدیر جیسا محب وطن عظیم سائنسدان اور باعظمت انسان عطاء فرمایا۔ جس نے قادیانی گماشتوں کے ناپاک عزائم خاک میں ملا کر پاکستان کو ایٹمی قوت کے اعزاز سے سرفراز کیا۔ پاکستان کو ڈیٹرنٹ پاور بننے سے روکنے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے۔ یہاں تک کہ وہ ان اداروں کو تباہی کے دھانے پر کھڑا کر کے خود احتجاجاً ملک ہی چھوڑ گیا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے ذریعے ان کی اقلیتی حیثیت کا تعین کیوں کیا۔ حکومت نے آج اُسی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصویر والا یادگاری ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔ جس نے وطن عزیز پاکستان کو چھوڑتے ہوئے کہا تھا کہ "میں اس ملک پر لعنت بھیجتا ہوں۔ جہاں ہمیں غیر مسلم قرار دیا جائے۔"

۲۹ ستمبر کے روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد کی خبر کے مطابق قادیانیوں نے ربوہ کے نام چناب نگر کی تبدیلی کے بعد ایٹمی ری پروسیسنگ پلانٹ خوشاب سے صرف دو کلومیٹر دور قصبہ امید بھان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا ہے۔ اس نئے قادیانی ہیڈ کوارٹر کے لیے تمام جدید سہولتیں حاصل کر لی گئی ہیں۔ ہر جمعہ کو باقاعدگی سے ملک بھر سے قادیانی ہفتہ وار اجلاسوں میں شرکت کے لیے یہاں پہنچتے ہیں۔ مشکوک افراد کی قیمتی گاڑیوں پر آمد و رفت اور نقل و حمل سے عوامی حلقوں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

ایٹمی پلانٹ کے نزدیک قادیانیوں کی پراسرار سرگرمیاں کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہیں۔ قادیانی اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود پاکستان کے ایٹمی قوت بن جانے پر تلملا رہے ہیں۔ خدشہ ہے کہ ان کی موجودہ سرگرمیاں ملک و قوم کو کسی آزمائش سے دوچار نہ کر دیں۔ حکومتِ پاکستان کو چاہیے کہ وہ بے حمیتی و غفلت کو چھوڑ کر غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانیوں کے زیرِ زمین منصوبوں اور سازشوں کو بے نقاب کرے۔ تاکہ وطن عزیز اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ ہو جائے اور کسی کو بھی اس کی طرف میلی نظر سے دیکھنے کی جرأت نہ ہو سکے۔

سید کاشف گیلانی

حمد

کیا اس کی میں توصیف لکھوں اپنے قلم سے
یہ سانس بھی آتی ہے مجھے جس کے کرم سے

گھبرا کے اسی کو ہے سدا میں نے پکارا
اس نے ہی نکالا ہے مجھے گردشِ غم سے

اس نے ہی سکوں بخشا مرے قلب حزیں کو
دیکھا جو کبھی سوئے فلک دیدۂ نم سے

پہلے سے فزوں رحمتِ یزداں کا یقیں ہے
جس روز سے میں لوٹ کے آیا ہوں حرم سے

ایمان تو ہے خاص عنایت مرے رب کی
ملتا نہیں بازار میں یہ دام و درم سے

اللہ نے بخشا ہے جسے عزمِ مصمم
ٹکراتا ہے گھبراتا نہیں شورشِ غم سے

کاشف کبھی ابلیس کے کہنے میں نہ آنا
اس نے ہی تو انساں کو نکالا تھا اِرم سے

نعت

لے کے نام ان کا جو سویا تو مقدر جاگا
خواب میں انکو جو دیکھا تو مقدر جاگا

میں نے دامن جو پسارا تو مقدر جاگا
چشم رحمت نے نوازا تو مقدر جاگا

ایک مدت سے تمنا تھی مدینہ دیکھوں
جب بڑھی حد سے تمنا تو مقدر جاگا

بے سہارا تھی مری ذات سہارے کے بغیر
جب ملا ان کا سہارا تو مقدر جاگا

دیدۂ شوق نے دیکھے ہیں بہت نظارے
دیکھا جب گنبدِ خضریٰ تو مقدر جاگا

سونے والوں کے مقدر بھی سدا سوتے ہیں
میں نے اس بات کو سمجھا تو مقدر جاگا

پہلے اس دل میں سمائی تھی زمانے کی کشش
ذکر جب ان کا سمایا تو مقدر جاگا

ہاں یہ دنیا تھی مری قسمت خفتہ کا سبب
چھوڑ دی میں نے یہ دنیا تو مقدر جاگا

جاگنے والے مقدر کو جگا سکتے ہیں
ان کی محفل میں، میں جاگا تو مقدر جاگا

کچھ مجھے عرضِ تمنا کا سلیقہ ہی نہ تھا
آیا جب اس کا سلیقہ تو مقدر جاگا

اپنی نخوت سے گرفتار بلا تھا کاشف
اپنی نخوت کو جو چھوڑا تو مقدر جاگا

(سید محمد یونس بخاری)
۱۴ ستمبر ۱۹۹۹ء، دفتر احرار لاہور

نعت

ہو گئی حد سے سوا الفت رسول اللہ کی
ہے فزوں تر ہر گھڑی رحمت رسول اللہ کی

دیکھ لو یہ ہے دعائے صبحگاہی کا اثر
ہو گئی وردِ زباں مدحت رسول اللہ کی

رحمت اللعالمیں کے سایۂ شفقت میں ہے
خائب و خاسر نہیں امت رسول اللہ کی

بے سبب ہرگز نہیں قلب حزیں کی دھڑکنیں
روز و شب تڑپائے ہے فرقت رسول اللہ کی

کون کر سکتا ہے انکے نقشِ پا کی ہمسری
پر کیف ہے، پر نور ہے سیرت رسول اللہ کی

کجکلا ہوں کی نہ کر پایا کبھی بھی اقتدا
میرا وَقرِ بندگی سنّت رسول اللہ کی

سب زمانے ہیچ ہیں یونس مگر میرے لئے
ہے افتخارِ زندگی نسبت رسول اللہ کی

بابر فاروق راشد

نعت رسول مقبول

ختم ہے تجھ پر رسالت اے رسول عربی
فرض ہے تیری اطاعت اے رسول عربی

جب نہ ہو گا کوئی پرسانِ حال محشر میں
کام آئے گی تجھ سے نسبت اے رسولِ عربی

ہر کسی نے دی ہے از آدم تا عیسیٰ
تیرے آنے کی بشارت اے رسول عربی

خود خدا بھی تیری توصیف میں ہے مدح سرا
"ورفعنا" میں ہے تیری رفعت اے رسول عربی

وہ کسی خاص علاقے تک محدود نہیں
تیری شفقت تیری رحمت اے رسول عربی

خود کلیم بھی جس میں تمنا کریں آنے کی
سب سے بہتر تیری امت اے رسول عربی

ہے فقط اتنی ہی میری متاعِ حیات
تیری توصیف تیری مدحت اے رسولِ عربی

دے گئی دنیا میں ان(۱) کو نویدِ فردوس
تیری مجلس، تیری صحبت اے رسول عربی

ہم پہ اللہ کا ہے احسانِ عظیم
تیری آمد تیری بعثت اے رسولِ عربی

ہے زمانے کو ہر سمت سے گھیرے ہوئے
تیرے پیغام کی وسعت اے رسول عربی

اپنی بخشش کے لئے کرتا ہے ہر دم راشد
تیری تعریف تیری مدحت اے رسول عربی

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم

تاثیر وجدان

سیاسی تاجروں کے نام

وطن کے زخموں کا مرہمِ اندمال تم ہو، شفاء فروشو؟
شفاء فروشو، وطن کی رِستی جراحتوں کے الم گسارو
فریب کارو
وطن کے آلامِ جاں شکن پر
فشارِ غم سے، ریا کے مارے کمر خمیدہ نڈھال لوگو!
شفیقِ غارتگرو
وطن کے بڑے ہی بے مہر، مہر بانو!
جو ہو سکے توڑ دو، گرا دو
کدال کی ضرب آخری سے
فصیلِ جاں اس وطن کے گھر کی
ستمگرو لُوٹ لو اثاثہ گئے دنوں کی صداقتوں کا
شرافتوں کا
جو اتفاقاً غریب گھر میں بچا ہوا ہے
جو ہو سکے تو گنوا دو میراثِ امن اپنی
جو ہو سکے تو جلا دو سامان عدل اپنا
لٹا دو سارے خزانہ صدق کو لٹا دو
بجھا دو، آثارِ حق کی ہر روشنی بجھا دو
کہ تم تو با اختیار ٹھہرے
تمہارے ہاتھوں کے اختیارِ عمل کو ہر شخص مانتا ہے
وطن تو ماں کی طرح مقدس ہے، کم نگاہو
اور اس مقدس عظیم ماں پر
تمہارے احسان کم نہیں ہیں
تمہارے احساں وطن کی پلکوں پہ گوہرِ سرخ بن چکے ہیں
تمہارے احساں وطن کے سینے پہ
زخم بن کر سجے ہوئے ہیں

وجودِ باری تعالیٰ

باغ کی بے رنگیوں میں تیری گل کاری کا نقش
باغ کی رنگینیوں کا مرکزِ معبود تُو
کیا کرے گا دہریہ انکار تیری ذات کا
دہر کا قائل ہے وہ اور دہر میں موجود تو

(حضرت علامہ طالوت رحمہ اللہ)

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح

موسم بدل رہا ہے مرے یار کی طرح
سب کچھ ہے جھوٹ آج کے اخبار کی طرح

پہنچے گی کس طرح مرے آنگن میں روشنی
غربت کھڑی ہے راہ میں دیوار کی طرح

آرائشِ جمال کا عالم نہ پوچھیے
ہر نقش دلفریب ہے بازار کی طرح

نکلے کوئی حسین تو بازار میں اسے
ہر آنکھ دیکھتی ہے خریدار کی طرح

پوچھو نہ مجھ سے حال کہ دنیا کی بھیڑ میں
حیراں کھڑا ہوں شاعرِ نادار کی طرح

باہیں گلے میں ڈال کے کہتا تھا اک پٹھان
تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح

نشہ یہ اقتدار کا تائب عجیب ہے
اکڑی ہوئی ہیں گردنیں کہسار کی طرح

سید یونس بخاری

ربوہ و قادیاں خاک میں رُل گئے

ذیل کی نظم تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء - ۱۹۷۴ء کی مظلوم داستان ہے۔ اس میں مسلم لیگ کے عہدِ چنگیزی کے اُن ظالم کرداروں کی نشان دہی بھی کی گئی ہے جنہوں نے عاشقانِ ختمِ نبوت کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے۔ (ادارہ)

(۱)

میرے اس دیس میں ملک اخیار میں
رشک جنت آسماں، پر سکوں وقت تھا
لوگ سرمست تھے اپنے احوال میں
تلخیوں کا نہ تھا دخل اس چال میں
جانے پھر کیا ہوا ایسے ماحول کو ! !
ایک مجہول فطرت نظر کھا گئی
دفعتہً باد صر صر کا طوفاں اٹھا
قادیاں کی نبوت کا چرچا ہوا
اک گھٹن چاروں جانب تھی پھیلی ہوئی
کہنے سننے کی ہرگز اجازت نہ تھی

(۲)

ایسے میں ایک نعرہ لگا دور سے
جس کی شیرینی سے لوگ مسحور تھے
سن کے اللہ اکبر کی خوش کن صدا
جامِ عشقِ رسالت چھلکنے لگا
پاسبانانِ ناموسِ ختم الرسل
مومنوں کی طرح سے تھے جو خوش عمل
سربکف ہو گئے، صف بہ صف آ گئے
نامِ سرکار دیں ہر طرف چھا گئے

(۳)

پھر تو ناظم (۱) کی مکاریاں بھی سہیں
دولتانے (۲) کی عیاریاں بھی سہیں
پھر تو اپنوں کی غداریاں بھی سہیں
اور غیروں کی پرکاریاں بھی سہیں
پھر تو اعظم (۳) کی خونخواریاں بھی سہیں
دشمنوں کی طرحداریاں بھی سہیں
پھر بھی جذب و جنوں میں کمی نہ ہوئی
عشق کے مجرموں میں کمی نہ ہوئی
کتنے راوی کی لہروں میں ڈالے گئے (۴)
کتنے توپوں سے باندھے اچھالے گئے
کتنی ماؤں کی آنکھوں کے تارے گئے
جرمِ عشقِ رسالت میں مارے گئے

(۴)

خوف زدگی کا عالم تھا طاری یہاں
آسماں چاند تاروں سے عاری یہاں

(۱) خواجہ ناظم الدین (سابق وزیر اعظم) (۲) ممتاز دولتانہ (سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)
(۳) ملعون جنرل اعظم خان (قاتل اعظم شہداء ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء) (۴) شہداء ختمِ نبوت کی لاشوں کو جلا کر راوی میں بہا یا گیا۔

پھر زمانے کے حالات بدلے گئے
پھر سبھوں کے خیالات بدلے گئے
پھر سے ختمِ نبوت کا نعرہ لگا
اک طلوعِ سحر کی ہوئی ابتدا
پھر گئی ظلمتوں کا دیا بجھ گیا
عظمت مصطفےٰ کا گجر بج اٹھا
پھر وہ منحوس گھمبیر شب مٹ گئی
قادیانی نبوت بری پٹ گئی
آخرش سرنگوں ہو گیا ظلم و جور
ہو گیا ختم مرزائیت کا بھی زور

(۵)

پھر زمانے میں ابھرا نیارا یہ دن
اک انوکھا سا دن پیارا پیارا یہ دن
جاں و دل اس پہ قربان کہ ہر دم یہ ہے
ایک خوش کن سحر کا نظارا یہ دن
اے شہیدانِ ختم نبوت سلام
تم نے اپنے لہو سے نکھارا یہ دن
ہاں تمہارے تصرف سے فرحت ملی
ایک جھوٹی نبوت سے فرصت ملی
اب غلامی کے داغِ سیہ دھل گئے
ربوہ و قادیاں خاک میں رُل گئے

دفتر احرار، لاہور (۷۔ستمبر ۱۹۹۹ء)

بقیہ از ص 36

اور بقول شاعر:

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

ملت مسلمہ کی حقیقی وراثت خلافت کا طرز حکمرانی تھا۔ خلافت راشدہ اس کی درخشندہ مثال ہے۔ اس نظام کے لئے مرتب و مدون دستور و آئین قرآن و حدیث اور فقہ و اجماع کی صورت میں موجود ہے، محفوظ ہے اور زمانے کے بدلتے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے اجتہاد کے دروازے کھلے ہیں کہ دین جامد نہیں ہے، راہبانہ نہیں ہے۔

خلافت راشدہ نے ثابت کر دیا کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔ حکمران کس قدر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے اور کس قدر عوام کی کھلی کچہری میں، محاسبہ ہو تو ردِ عمل کیسا ہوتا ہے، تیور کیسے ہوتے ہیں حکومتی اخراجات میں امانتداری کا معیار کیا ہے، اسراف سے بچاؤ کی حدیں کہاں سے کہاں تک ہیں۔

خلافت کا طرز حکمرانی کل بھی بنی نوع انسان کے تحفظ، خوشحالی اور سکھ چین کی زندگی کا ضامن تھا۔ آج بھی اسی میں ہر نظام کے مقابلے میں، ضمانت موجود ہے اور پورے یقین اور اعتماد سے کہا جا سکتا ہے کہ کل بھی ضمانت مل سکتی ہے تو اسی نظام میں۔

جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

بول چال

ادب اور ادیب

حالیہ اشاعت سے ہم ایک نئے سلسلے کا آغاز کر رہے ہیں۔

جانشینِ امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۶۸ھ - ۲۶ فروری ۱۹۴۹ء ملتان میں اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کیا تو اپنے رفقاء فکر کو اکٹھا کر کے ادبی تنظیم "نادیۃ الادب الاسلامی" کی بنیاد رکھی۔ ماہانہ شعری و ادبی اجلاس ہوتے اور ادباء اپنی نگارشات پیش کرتے۔

پھر ایک دینی ادبی رسالہ ماہنامہ "مستقبل" کے عنوان سے نکالا۔ تو اس نے شعر و ادب کی دنیا میں پوری جرأتِ ایمانی کے ساتھ اپنا وجود منوایا۔

حضرت ابوذر بخاری "بوچال" اور "دیکھ بھال" کے عنوانات کے تحت اس میں مستقل لکھتے۔ "مستقبل" میں شعر، ادب، نعت، نظم، غزل، افسانہ، تنقید، تحقیق، تاریخ، سیاست غرض سب کچھ ہوتا اور بہت معیاری تحریریں شامل ہوتیں۔

ادبی دنیا پر سکہ بند بے دین اور ملحد چھائے ہوئے تھے اور انہوں نے شعر و ادب کو اپنی لونڈی سمجھ رکھا تھا۔ وہ اپنی تحریروں کے ذریعے گمراہی و ضلالت پھیلا رہے تھے۔ اس ماحول میں ایک عالم دین پوری جرأت و استقامت کے ساتھ اٹھا اور تمام اصناف سخن میں ان کا دندان شکن جواب دیا۔ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی انہی یادگار تحریروں کا انتخاب نقیب ختم نبوت کی آئندہ اشاعتوں میں آپ مستقل پڑھا کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

۲۴ - اکتوبر کو حضرت ابوذر بخاری کو ہم سے رخصت ہوئے چار سال بیت گئے ہیں۔ ہم انہی کی تحریروں سے اپنی یادوں کو معطر کر رہے ہیں۔

ذیل میں "مستقبل" کے پہلے شمارہ کی "بول چال" سے انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ تحریر رجب ۱۳۶۸ھ کی ہے جو رمضان ۱۳۶۸ھ کے شمارہ میں شائع ہوئی...... (مدیر)

احساسات و جذبات کی آخری حد کوئی نہیں۔ متعینہ راہیں اور یقین منزل کی جامعیت ہی وسعت و وارفتگی شوق و جستجو کے لئے ایک جچا تُلا معیار مقرر کرتے ہیں۔ اس عہد ارزاں فروش آدمیت میں یوں تو کوئی جنس بھی قبول و ستائش اور تشکر و امتنان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو سکی ہے لیکن جس کساد بازاری کا طغریٰ امتیاز ادب و انشاء نے حاصل کیا ہے اس کی مثال معلوم کرنا بھی کوہ کندن سے کم نہیں۔

ادب:- فطرت کا نمائندہ اور پیامبر ہے۔ ادب:- آدمیت کا معلم وہادی ہے۔

ادب:- صفات انسانیہ میں سر فہرست ہے۔ ادب:- تربیت اخلاق کا اصل الاصول جوہر ہے۔

ادب:- تخلیۂ رذائل و تحلیۂ فضائل کی کلید ہے۔ ادب:- تعمیر و اجتہاد فکر کی کسوٹی ہے۔

ادب:- انقلاب و تجدید کا مبلغ ہے۔ ادب:- ولایت و نبوت کی رداء زینت ہے۔

ادب:- عقل و الہام کی حدِّ فاصل ہے۔ ادب:- نجات و فلاح کا دائم درخشاں مستقبل ہے

ادب:- ابدی سکون و قرار کی جہاں تابیوں کا امانت دار سویرا ہے۔

اس مختصر تحریر میں مقصد متعین، موضوع واضح اور غایت مشرَّح ہے جس سے نئی ضرورت کا احساس

صاف ابھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ آجکل قلم فروش ادباء کے چھلکے بکثرت کھل چکے ہیں۔ چند سکوں پر ضمیر فروخت کر کے حق و دیانت سے اغماض کر لینا، الحاد و باطل کی پیروی میں منہمک ہو کر مخلوقِ خدا کی گمراہی و ضلالت کی راہیں ہموار کرنا آزادی، ہمہ گیری، جمہوریت اور ترقی کے نام پر مادر پدر آزاد زندگی کے لئے استدلال فراہم کرنا، فواحش و منکرات کے جواز و اثبات میں آیات و احادیث کی کھلی تحریف و تغییر کا ارتکاب، زندقہ آمیز طرز نگارش کے ضمن میں دین وملت کا استہزاء، خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم پر آمریت و تحکم کی اتہام بازی اور دہریت ولادینی کی تبلیغ، ان بے حمیت و بے غیرت مزد خوارانِ سرخ و سپید کے نزدیک انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ الحمدللہ ثم الحمد للہ کہ اس بزم (۱) میں آنے والے ان تمام ملوثات سے پاک ہیں۔ ان کے اذہان، نور ایقان و ضیاء ایمان سے مستنیر ہیں۔ ان کے قلوب، اعتقاد حق و صداقت کی برکات سے معمور ہیں۔ ان کے قلم، ان کے دل کی طرح مسلمان ہیں۔ ان کی صلاحیت تقریر و تحریر مدافعتِ دینِ قیم کے لئے وقف ہو چکی ہے۔　　ان کی زندگی کا ہر شعبہ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لئے مرہون ہو چکا ہے۔ اور وہ ان صلوتی و نسکی و محیای ومماتی للّٰہ رب العلمین ہ کا سراپائے مثالی بننے کا عزم مصمم کر چکے ہیں۔ ان کے غیاب و حضور۔ جلوت و خلوت کی یہی پکار ہے کہ اے قادرِ مطلق، اے کاتبِ تحریرِ فطرت، ہمارے ہاتھوں میں اتنی سکت اور قلم میں اتنا اعتماد پیدا کر کہ وہ رہ صدق و دیانت سے لغزش نہ کھا سکیں۔ ہماری تحریر میں وہ تبیان و وضاحت ودیعت فرما جو دجل و باطل کی آنکھیں خیرہ کر دے اور کفر و اضلال کی وحشت ظلمات میں آوارہ و سرگرداں مخلوق کی ہدایت الی الحق کے لئے اسے مشعلِ نور و چراغِ راہ بنا۔ اے لوح و قلم کے خالق، اے صغیر و کبیر کی تسطیر پر نگہداری کرنے والے ربّ حفیظ و مقتدر۔ ہمارے عزائم میں ثبات، اقدام میں استقامت، قلوب میں صبر و تحمل، اذہان میں نورِ استدلال، اعتقاد میں رسوخ و اعتماد، اور افکار میں صراحت رحمت فرما۔ اے ربّ قدیر، ہمارے خطیئات کو توفیق الی العمل کے ذریعہ حسنات سے تبدیل فرما۔ ہمیں اپنے کردار میں وہ ضبط و اتقان نصیب کر کہ ہم تیرے پیام کی تبلیغ میں ندامت و خجالت نہ اٹھائیں۔ اس دورِ طاغوت و الحاد، اس عہدِ ضلالت و غوایت میں اتباعِ اسوۂ فخرِ دو عالم، و رندِ سید ولدِ آدم، نبی خاتم، صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق عطاء فرما۔ اور اپنے مقبولین کی پیروی کا طغرئ افتخار نصیب فرما۔ دینِ حق کی عظمت کو پھر دو بالا کر اور اپنے معجز کلام کی ہدایت کو پھر عالم پر محیط کر دے۔ تاکہ یہ سسکتی ہوئی مخلوق، یہ دم توڑتی ہوئی انسانیت، یہ ستم زدہ آدمیت، اپنے ذنوب و سیئات کی دردناک سزا بھگتنے سے، محفوظ ہو کر تیری رحمت کاملہ کی مستحق بن سکے۔

ربِ مجیب ہماری ان بیقرار ادعیہ کو شرفِ قبول و استجاب نصیب فرما۔ (آمین)

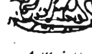

سید ابوذر بخاری

مہتمم نادیۃ الادب الاسلامی ۲۵، رجب ۱۳۶۸ھ ملتان

(۱) "نادیۃ الادب الاسلامی"

وجود باری تعالیٰ

اللہ ــــ کی وحدانیت اس کی قدرت کے ہر کرشمہ سے پرکھی جاسکتی ہے۔

اللہ ــــ ایک وجود ہے، جسم نہیں۔

وجود وہ ہے جو کبھی تو محسوس ہوا اور قابو بھی آسکے اور کبھی نہ محسوس ہو نہ قابو میں آئے۔

جسم وہ ہے جو ہمیشہ محسوس ہو، نگاہ اور ہاتھوں کے ذریعے قابو بھی آجائے۔ لیکن.........

اللہ ــــ کا وجود کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔

وہ دل ودماغ کو تو محسوس ہوتا ہے مگر انسان کی نگاہ اور ہاتھوں کے ذریعے اس کے قابو میں ہرگز نہیں آسکتا۔

اللہ ــــ موثر وجود ہے متاثر نہیں۔ جو متاثر ہوجائے۔ وہ مخلوق ہے، خالق نہیں، اسے کون دیکھ سکتا ہے؟

اللہ ــــ کے منتخب وپسندیدہ انسان انبیاء ورسل بھی اس کے جلووں کی تاب نہ لاسکے۔

اگر مخلوق، خالقِ حقیقی کو دیکھ لے تو گویا.................

اللہ ــــ مخلوق کی نگاہوں میں قید ہوگیا۔ یہ عیب ہے اور.........

اللہ ــــ تمام عیوب سے پاک وجود ہے۔

وہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں خود کائنات سے بڑھ کر ثابت وموجود ہے۔

وہ آنکھوں میں موجود اور چشمِ حیراں

ادھر دیکھتی ہے، ادھر دیکھتی ہے

اقتباس خطاب

جانشین امیر شریعتؒ سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

(بستی پیہڑ۔ تحصیل تونسہ) ۲ فروری ۱۹۸۷ء

محمد عمر فاروق

تحریکِ تحفظ ختم نبوت اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری

سامراجیوں نے برصغیر پر اپنے استبداد کی عمر طویل تر کرنے کے لیے سینکڑوں افراد اور دسیوں جماعتیں تیار کیں۔ اور مطلوبہ اہداف حاصل کرنے کے لیے ان کا دائرہ کار بین الاقوامی سطح تک پھیلا دیا۔ تاکہ امپیریلزم کے مکروہ سائے حقیقتوں کے سندر چہرے کو تاریکیوں سے کجلا کر رکھ دیں اور سامراجیت، اقوام عالم بالخصوص ملت اسلامیہ کے گلے پر اپنے آہنی ناخن گاڑ سکے۔ برصغیر کی سرزمین پر قادیانیت کا خمیر برطانوی سامراج کے اشارے پر اٹھایا گیا۔ قدم قدم پر اس کی سرپرستی اور تحفظ و حمایت کے لیے انگریز سرکار نے پشتیبانی کی۔ اس طرح قادیانیت کے ذریعے مسلمانوں کو فریضۂ جہاد سے دور رکھنے کی سازش کی گئی۔ برطانوی شاطروں نے قادیانیت کو سیاسی مقاصد کے لئے معرض وجود میں لایا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے اسلام کے متوازی ایک نئے مذہب کی حیثیت اختیار کر لی۔

قادیانی ایجنٹوں نے ملت اسلامیہ کو تباہ کرنے کے لیے کئی پینترے بدلے۔ آنجہانی مرزا قادیانی نے مجدد اور کبھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر کار صیہونی عزائم کی تکمیل کے لیے نبوت کا ڈھونگ رچا کر تا قیامت ذلت و رسوائی کی انمٹ سیاہی اپنے چہرے پر مل لی اور اپنے سینکڑوں پیروکاروں کی اور اپنی دنیا و آخرت جہنم زار بنا ڈالی۔ قادیانیت کے آغاز میں مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے کے لیے سب سے پہلا تکفیری فتویٰ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے دادا جان مولانا محمد احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ نے دیا۔ جس سے اسلام اور قادیانیت میں حد فاصل قائم ہوئی۔ بعد ازاں مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ وغیرہ نے قادیانیوں سے مناظرے کیے اور تحریر و تقریر کے ذریعے قادیانیوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔

۱۹۳۱ء وہ فیصلہ کن سال ہے۔ جب قادیانی سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کے لیے کشمیری مسلمانوں سے ہمدردی کے دعوے کا کھیل کھیلنا چاہا اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کے نام کو استعمال کر کے اپنے مذموم مقاصد کے لیے ناٹک رچایا۔ علامہ اقبال محض مظلوم کشمیری مسلمانوں کی داد رسی کے لیے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شامل تھے۔ لیکن کشمیر کمیٹی مرزا بشیر الدین کی قیادت میں قادیانیت کا فروغ چاہتی تھی۔ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے اس قادیانی سازش کا بروقت ادراک کر لیا اور انہوں نے علامہ محمد اقبال کو بھی قادیانی ارادوں کی اصل حقیقت سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے ڈوگرہ راج کے خلاف پہلی عوامی تحریک کا آغاز کر دیا۔ تحریک کشمیر میں پچاس

ہزار احرار رضا کار گرفتار ہوئے۔ تحریک نے مسلمانانِ کشمیر میں جرأت و بیداری پیدا کی۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کے عزائم سے آگاہ ہونے پر کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ اور پھر ان کے قلم سے قادیانیت کے خلاف نظم و نثر کے وہ شہ پارے نکلے جو آج بھی قادیانیوں کے سروں پر گرز البرز شکن بن کر برستے ہیں۔ علامہ اقبال نے لکھا کہ "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں" اور آنے والے دنوں نے ان کی دور اندیشی و بصیرت کی گواہی دی۔

مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۱ء میں تحریک کشمیر کے دوران قادیانیت کا تعاقب کر کے امتِ مسلمہ پر واضح کر دیا کہ قادیانیت اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں۔ نیز احرار رہنماؤں نے عوام پر یہ حقیقت بھی آشکارا کر دی کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی پیدا کردہ سیاسی تحریک ہے جو مذھب کے پردے میں یہود و نصاریٰ کی ذیلی تنظیم کی حیثیت سے امت مسلمہ کے وجود کو لخت لخت کرنا چاہتی ہے۔ پھر ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار اسلام نے باقاعدہ شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت قائم کر کے قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کر کے قادیانیت کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کانفرنس نے ایک ایسی مضبوط تحریک پیدا کر دی کہ آنے والے برسوں میں ہر موڑ پر قادیانیوں کو منہ کی کھانا پڑی۔

۱۹۵۲ء میں قادیانیوں نے کشمیر کی طرح بلوچستان کو بھی اپنے زیر تسلط لانے کی کوشش کی۔ جس پر ۱۹۵۳ء میں تحریک مقدس تحریک تحفظ ختم نبوت کا دوسرا دور شروع ہوا۔ دس ہزار فرزندان اسلام نے اس تحریک کے دوران عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ تحریک کو کچل دیا گیا۔ اور مجلس احرار کو خلاف قانون جماعت قرار دے کر دس برس کے لیے کالعدم قرار دے دیا گیا۔ تحریک ختم نبوت کا تیسرا فیصلہ کن دور ۱۹۷۴ء میں آغاز پذیر ہوا۔ خونِ شہیداں رنگ لایا اور ۹۰ برس کے دیرینہ مسئلے کا حل قومی اسمبلی کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے بیرونی قوتوں کے شدید دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے مطالبے کو تسلیم کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نیک نامی کمائی۔ جبکہ تحریکِ ختم نبوت کے دنوں میں جب تہجد گزار اور حافظ قرآن وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا تو خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا تھا کہ ایسا کرنے سے برطانیہ ہماری گندم بند کر دے گا۔ ان کے برعکس ذوالفقار علی بھٹو نے کمال جرأت کا مظاہرہ کیا۔ جس پر انہیں دنیا بھر سے مسلمانوں نے تہنیت کے پیغام بھیجے۔ جب بھٹو مرحوم زندگی کے آخری دن جیل میں گزار رہے تھے تو قادیانیوں نے بھٹو مرحوم کی معزولی اور ان پر آنے والے مصائب و تکالیف کو اس بات کا نتیجہ قرار دیا کہ انہوں نے چونکہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا تھا۔ اس لیے ان پر پریشانیوں کے نزول کا باعث ان

کا وہ فیصلہ تھا۔ اور قادیانیوں نے اپنے گرو گھنٹالوں کی پیشگوئیوں کا مصداق بھٹو مرحوم کو قرار دیا۔

کرنل رفیع الدین نے اپنی کتاب "بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن" میں لکھا ہے کہ

"احمدی مسئلہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کچھ نہ کچھ کہا"۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ "رفیع یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کی بد دعاء کا نتیجہ ہیں۔ کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھائی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ کہنے لگے۔ میں تو بڑا گناہگار ہوں اور کیا معلوم کہ یہ میرا عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔ بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا احساس نہ تھا۔ لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے"۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے ہوئے پچیس برس پورے ہو گئے ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹر نیشنل تحفظ ختم نبوت نے ۷، ستمبر کو "یوم تحفظ ختم نبوت" کو سلور جوبلی کے طور پر منایا۔ اور ملک بھر میں اجتماعات، مذاکرے اور سیمینار منعقد کیے گئے۔ اس سلسلے میں ایک بڑا اجتماع دفتر مرکزیہ مجلس احرار اسلام لاہور کے وسیع احاطے میں منعقد ہوا۔ جس سے سید عطاء المحسن بخاری، چودھری ثناء اللہ بھٹہ، مولانا زاہد الراشدی، سید عطاء المہیمن بخاری، نذیر احمد غازی سابق اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب، سید کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ شفیق الرحمٰن، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور مولانا سیف الدین جیسے مختلف مکاتب فکر کے نمائندوں نے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اہمیت کی ضرورت پر زور دیا۔ اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سر گرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا۔

موجودہ عہد میں جس برق رفتاری کے ساتھ تمام شعبہ ہائے حیات میں تبدیلیاں آرہی ہیں تو تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والی جماعتوں کو بھی جدید وسائل کے ساتھ اسی رفتار سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وسائل پر انحصار قادیانیوں کا شیوہ ہے۔ اور انہیں اپنے آقاؤں نے کبھی دولت کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ جبکہ دینی جماعتیں مسلمانوں کے چندوں کے سہاروں پر چلتی ہیں۔ سچی لگن اور اخلاص شریک کار ہوں تو وسائل کی کمیابی رکاوٹ نہیں رہتی۔ اور دیو قامت ہاتھی ابابیلوں کے ذریعے چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے ہلاک کرا دیئے جاتے ہیں۔

شمس الاسلام بہاری

کادیانی ہفوات اور اُن کا جواب

گزشتہ دنوں مرزائیوں کی چیتھڑے ہفت روزہ "لاہور" کو حسبِ عادت پھر متلی ہوئی ہے اور اس نے قے کی ہے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور مجلس احرارِ اسلام پر گندے چھینٹے پھینکنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا مدیر ثاقب زیروی ہو بہو مرزا قادیانی لعنہ اللہ کا مثیل و بزور ہے۔ اس کے متعلق آغا شورش کاشمیری مرحوم نے درست کہا تھا

دم بریدہ ہفتگی یک چشم گل اس کا مدیر
مصلح موعود کے الہام کی تکمیل ہے

ذیل کا مضمون ہفت روزہ لاہور کے "عجمی شاہد" کی ہفوات کا جواب شافی ہے۔(مدیر)

جو ترے ادراک کی حدوں میں آ سکتا نہیں
اس میں اپنی عقل کے خناس کی گرھیں نہ ڈال

پیکر طاغوت کے غلام بے دام یک چشم گل ثاقب زیروی کا جلا ہوا زیرہ بد بو چھوڑنے لگا اور وہ ایک "عجمی شاہد" کے بہروپ میں بغبغانے اور جھاگ پھینکنے لگا جس کے چھینٹے سید عطاء اللہ شاہ کے دامن ابیض پر پھینکنے کی ناپاک کوشش کی گئی لیکن..... "منہ پر ہی گرا جس نے بھی مہتاب پہ تھوکا"۔ مرزائیوں کے چیتھڑے ہفت روزہ لاہور ١١ ستمبر شمارہ ٣٧ میں فرضی نام "شاھد عجمی" کی جگالیاں شریک اشاعت ہیں اور پاکستان کے فرضی عاشق نامراد کی ژاژ خائی کو عشق پاکستان کا روپ دیا گیا ہے اور ثابت یہ کیا گیا کہ سید عطاءاللہ شاہ بخاری پاکستان کے مخالف تھے اور قطع و برید کا "سفلی فریضہ" انجام دیتے ہوئے مرزا جی کے کمالات سے "کمالی" درجہ پایا اور اپنی گوسفندی چمکائی۔ طاغوت کے پرستار کبھی سچ نہیں بول سکتے۔ ان کے گرو گھنٹال مرزا غلام احمد کادیانی نے بھی ازالہ اوھام کی پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کیا مگر پانچ پر اکتفا کر کے تاویل ضلیل یہ کی کہ پچاس اور پانچ میں ایک صفر کا فرق ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ مریدین منافقین کا ڈکار گئے۔ اسی طرح ثاقب زیروی اور ان کے عجمی شاھد نے تقریروں کا سیاق و سباق کاٹ کر فسوں کاری میں مبینہ ساحری کا کرشمہ دکھا دیا۔

کیا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے یہ نہیں کہا تھا کہ جس پاکستان کا حسین خواب تمہیں دکھایا جا رہا ہے اس کی حقیقت سبز باغ سے زیادہ نہیں۔ جاگیرداروں، نوابوں، رئیسوں اور سرمایہ داروں کے پاکستان میں غریب، غریب تر ہو جائیگا اور امیر، امیر تر۔ مشرقی پاکستان ساتھ نہیں رہے گا مشکل پڑنے پر مغربی پاکستان

والے مشرقی پاکستان والوں کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور مشرقی پاکستان والے مغربی پاکستان والوں کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ تو کیا تاریخ نے مسلم لیگی اور مرزائی جاگیرداروں، جھوٹوں کے منہ پر طمانچے مارے کہ نہیں؟ کہاں ہے مشرقی پاکستان؟ کیا حال ہے غریب کا؟ مہنگائی بے روزگاری نے لوگوں کو خود کشیوں پر مجبور کیا ہوا ہے۔ آدھا سندھ تم مرزائی ابلیس صفت جاگیرداروں کے قبضہ میں ہے ہندوستان سے تمہاری سازباز سے ایک قادیان کو بچانے کے لئے تم مرزائیوں نے گورداسپور اور پٹھان کوٹ کا سودا کیا اور کشمیر کا طوق ملامت ہمیشہ کے لیے پاکستان کے گلے کا بار بنا دیا۔ تمہارے لئے مسلم لیگ کا دروازہ کھلا رکھنے والا سیکولر جاگیردار تین حصے پاکستان ہڑپ کر گیا۔ پانچ ارب روپیہ قوم کا کھا گیا۔ پہلے پاکستان کا مطلب تھا لاالہ الااللہ۔ اب پاکستان کا مطلب ہے ”جو کجھ لبھدا ای بوجھے وچ پا“ غیر ملکی رپورٹیں جو ملکی اخبارات سجا کے شائع کرتے ہیں کہ قوم کا اربوں روپیہ لیگی، مرزائی، پیپلزپارٹی کے منافق، پاکستانی سرمایہ داروں کا بیرونی بینکوں میں جمع ہے ان کی جائیدادیں ان کے کافر داتاؤں کے دیس میں ہیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہاں ہے وہ پاکستان جس میں خلافت راشدہ کا نظام ہے؟ جس میں عدل ہے، انصاف ہے، تقویٰ و دیانت ہے، شرافت ہے، حیاء عزت و آبرو ہے؟ جس میں اخلاق مصطفیٰ کی جھلک ہو؟ کمالات سیرت طیبہ کا کوئی ماہتاب ظلمتوں کو چیرتا ہوا دلوں میں اتر جائے اتباع رسول کا آفتاب نصف النہار پر ہو۔ جہاں انسان کو جمال انسانیت میسر ہو۔ جہاں انسانی شعور و آگہی جگمگاتی ہو۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ شعور کی بنیاد پر اختلاف دنیا کے کس خطے میں جرم سمجھا گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے اگر مسلم لیگ کے تصور اور دعاوی سے اختلاف کیا تو کونسا جرم کیا۔ ہاں کسی چنگیزی کے ہاں اختلاف جرم ہو تو ہو، کوئی شریف انسان اختلاف رائے کو دشمنی کی اساس نہیں بناتا۔ اب اس اختلاف کو وہ طبقۂ خبیثہ اچھال اور اجال رہا ہے کہ...... جن کے دامن میں اندھیروں کے سوا کچھ بھی نہیں جن کے گروجی مہاراج نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ردائے نبوت کو چرانے کی جرأت کی ان کے ہم مرتبہ نبی بننے کی غلاظت، اپنی ہفوات کو قرآن کے برابر وحی قرار دیا، سو حسین کو اپنے گریبان میں بتایا، سیدہ فاطمہ الزہراء کی ران پر سر رکھ کے سونے کا کفر بکا، سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی شان میں بک بک کی، پوری تیرہ صدیوں میں اس جیسا کوئی نہیں ہوا کا دعویٰ کیا، تمام اولیاء اللہ کی تحقیر کی، پوری امت رسول ہاشمی کو جنگلی کتیوں کی اولاد کہا، کنجریوں کی اولاد کہا، جو مرزا جی کو نبی نہ مانے اسے کافر کہا۔ ماں بہن کی مغلظات بکیں، ان خبیثوں، منافقوں، کافروں، مرتدوں پر یہ مصرع صادق آتا ہے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

”چور کتنا دلیر ہے کہ ہاتھ میں دیا لئے پھرتا ہے“

○

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

محمد طاہر رزاق

* ظالم فرنگی کے سپاہی، مجاہد کو گرفتار کر کے لے آئے ہیں..... اسے کمرے میں بند کر دیا گیا ہے...... اسلام کے سپوت پر سپاہیوں نے وحشیانہ تشدد شروع کر دیا ہے........ کہ کمرے کے درودیوار بھی تھر تھر کانپ رہے ہیں...... سپاہی اس حریت پسند سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں...... لیکن وہ بتانے سے صاف انکار کر رہا ہے........ سپاہی مارپیٹ کے تھک گئے ہیں........ ان کے سانس دھونکنی کی طرح چل رہے ہیں........ لیکن مجاہد بڑے استقلال کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے........ غصہ سے پیچ و تاب کھاتا ہوا ایک شقی القلب سپاہی اس کے لیے ایک ہولناک سزا تجویز کرتا ہے........ مجاہد کی شہادت کی انگلی پر موم کی ایک باریک سی تہہ چڑھادی جاتی ہے........ پھر انگلی کو ماچس کی تیلی سے آگ لگا دی جاتی ہے........ آگ انگلی کی نرم سی ہڈی کو جلانے لگتی ہے........ گوشت جل جاتا ہے........ انگلی کی ہڈی موم بتی کے دھاگے کی طرح شعلہ دینے لگتی ہے........ اور انگلی کا ایک پور جل جاتا ہے........ آگ بجھ جاتی ہے........ فرنگی کے سپاہی پھر اپنا سوال دہراتے ہیں........ مجاہد بڑی تمکنت سے جواب دیتا ہے کہ تم مجھے اس سے زیادہ تکلیف نہیں پہنچا سکتے........ لیکن سن لو........ میں اب بھی تمہیں اپنے ساتھیوں کے متعلق نہیں بتاؤں گا........!!! سپاہی حیرت سے اپنی انگلیاں منہ میں لے کر رہ جاتے ہیں........

* گرفتار مجاہدین کو ٹرکوں سے نیچے اتارا جارہا ہے........ "فوری انصاف" کی عدالت میں پیش کیا جاتا ہے........ مختصر سماعت ہوتی ہے اور مجاہدین کو سزائے موت سنا دی جاتی ہے........ انہیں زنجیروں کی جھنکار اور سنگینوں کے سائے تلے جیل بھیج دیا جاتا ہے........ جیل میں ان کا وزن کیا جاتا ہے........ ایک مہینہ بعد انہیں سزا موت دی جانی ہے........ مہینہ گذر گیا ہے........ سزائے موت کا دن آ گیا ہے........ مجاہدین کو جیل سے پھانسی گھاٹ لے جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں........ پھانسی گھاٹ لے جانے سے پہلے پھر ان کا وزن کیا جاتا ہے........ فرنگی ششدر رہ جاتا ہے........ کہ جیل میں ایک مہینہ رہنے کے باوجود تمام مجاہدین کا وزن بڑھ گیا ہے........ فرنگی پھانسی کی سزا معطل کر دیتا ہے اور اس بات کی جستجو کرتا ہے........ کہ ان کا وزن موت کے خوف کی وجہ سے کم ہونا چاہیئے تھا........ لیکن وزن بڑھ گیا........ اسے بتایا گیا........ کہ مسلمان کے نزدیک موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے........ دنیا مومن کے لیے ایک قید خانہ ہے........ مسلمان اپنے رب سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے........ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے بے قرار ہوتا ہے........ وہ جنت کے محلات و باغات میں جانے کے لیے مضطرب ہوتا ہے........

جنت اور حوران جنت اس کے لیے چشم براہ ہوتی ہیں........وہ شہادت کا جام پی کر اس پنجرہ کو توڑ کر........ ایک ہی جست میں اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے........ اور اپنی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار کرتا ہے........ تو ایسی پُر مسرت صورت میں وزن بڑھا ہی کرتے ہیں........

* فرنگی کے ایک شہ دماغ نے کہا........ کہ مسلمانوں کی کتاب "قرآن مجید" کتاب انقلاب ہے........ کتاب جہاد ہے........ درس حریت ہے........ سبق شجاعت ہے........ یہ کتاب مسلمانوں کو موت سے بے خوف کر دیتی ہے........ یہ کتاب ایک بے تیغ سپاہی کو ایک لشکر سے لڑا دیتی ہے........ یہ کتاب شہادت کی تڑپ پیدا کرتی ہے........ یہ کتاب مجاہدوں کو جنت کی نوید دیتی ہے........ جب تک یہ کتاب موجود ہے........ ہم مسلمانوں کو غلام نہیں بنا سکتے........ مسلمانوں کو غلام بنانے کے لیے ہمیں اس کتاب کو نیست و نابود کرنا ہوگا........ پھر کروڑوں قرآن مجید کے نسخے جلائے گئے........ دریا برد کیے گئے........ زمین میں دفن کیے گئے........ لیکن فرنگی حیران رہ گیا کہ کروڑوں مسلمانوں کے سینوں میں یہ کتاب محفوظ ہے........ انہیں یہ کتاب حفظ ہے........ ان کا ایک چھے سات سال کا بچہ اشارہ ملتے ہی ساری کتاب فر فر سنا دیتا ہے........ اور تو اور........ ان کی بچیوں اور ان کی عورتوں کو یہ کتاب زبانی یاد ہے........ فرنگی ماتھے پہ ہاتھ مار کے رہ گیا........ کہ اس کتاب کو ختم کرنا میرے بس میں نہیں........!!!

* فرنگی دانشور پھر سر جوڑ کے بیٹھے........ لمبی مجلس مشاورت ہوئی........ بحث و مباحثے ہوئے........ دلائل کے انبار لگے........ آخر انہیں ایک حل مل گیا........ اور تمام دانشوروں نے اپنی کامیابیوں پر زور دار شیطانی قہقہے لگائے........ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس قوم پر اپنے ترکش کے تمام تیر استعمال کیے........ لیکن ہم ناکام و نامراد رہے........ ان کا ایمان بھی موجود ہے........ ان کی کتاب بھی موجود ہے........ ان کا عشق رسول بھی موجود ہے........ ان کا جذبہ جہاد بھی موجود ہے........ انہوں نے ایک حتمی فیصلہ دیا........ کہ ان کے اندر ایک جھوٹا نبی پیدا کیا جائے........ وہ کہے کہ مجھے اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے........ پھر وہ اپنے وحی نازل ہونے کا اعلان کرے۔ پھر وہ اعلان کرے کہ اللہ نے مجھ پر وحی بھیجی ہے........ کہ اللہ نے اب جہاد کو حرام قرار دے دیا ہے........ اب جو شخص جہاد کرتا ہے........ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے........!!!

وہ نبوت کا اعلان کر کے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست پر قبضہ کر لے گا۔ (نعوذ باللہ)

وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو اپنے عشق سے بدل دے گا۔ (نعوذ باللہ)

وہ اپنی خود ساختہ وحی سے قرآن مجید پر قبضہ کر لے گا۔ (نعوذ باللہ)

وہ اپنے حکم سے جہاد کے حکم کو ختم کر دے گا۔ (نعوذ باللہ)

یعنی........

ہم اس کی جعلی نبوت سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ختم کر دیں گے۔ (نعوذ باللہ)

ہم اس کے بناوٹی عشق سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کو ختم کر دیں گے۔ (نعوذ باللہ)
ہم اس کی ابلیسی اطاعت سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ختم کر دیں گے۔ (نعوذ باللہ)
ہم اس کی خود ساختہ وحی سے قرآن مجید کو ختم کر دیں گے۔ (نعوذ باللہ)
ہم اس کے کافری حکم سے جہاد کے حکم کو ختم کر دیں گے۔ (نعوذ باللہ)

شیطانی منصوبہ مکمل ہو گیا...... ایک کمینہ خصلت، بد طینت، اور بد اصل، مرزا قادیانی کو انگریزی نبوت کے لیے چن لیا گیا...... اس نے مندرجہ بالا ہدایت پہ کام شروع کر دیا...... اور ہر ہر مورچہ سے خوب شیطانی گولہ باری کی...... باقی ساری خباثتوں کے ساتھ ساتھ اس نے جہاد کو حرام قرار دے دیا...... اور پوری دنیا میں جہاد کے حرام ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹا...... چند حوالے پیش خدمت ہیں:

"بعض احمق نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت احمقانہ ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے"
(مرزا قادیانی کی کتاب "شہادت القرآن" کا ضمیمہ بعنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" ص ۳۰، منقول از اخبار "الفضل" قادیان، جلد ۲۷، ص ۲۰۹، مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

* "اب سے زمینی جہاد بند کیے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا"
(ضمیمہ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۷، مصنف مرزا قادیانی)

* "سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا" (ضمیمہ "خطبہ الہامیہ" ص ۱۷، مصنف مرزا قادیانی)

* "جو شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا، خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" ضمیمہ ص ۷، مصنف مرزا قادیانی)

* "آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم سے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے" (خطبہ الہامیہ" مترجم ص ۲۷-۲۹، مصنف مرزا قادیانی)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے!
دین کے لیے تمام جنگوں کا اب اختتام

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے، خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد"

(ضمیمہ "تحفہ گولڑویہ" ص ۳۹، مصنف مرزاقادیانی)

* "گورنمنٹ انگلشیہ خدائی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے"۔
(شہادت القرآن، ضمیمہ ص ۱۱-۱۲، مصنف مرزاقادیانی)

* "اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی شہرت پا گئی ہیں۔" (تحریر مرزاقادیانی، مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱، مندرجہ تبلیغ رسالت، ص۔ ۲۶)

* "میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے"۔ (تبلیغ رسالت" جلد سوم، ص ۱۹۶، مصنف مرزاقادیانی)

* جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے"۔ (تبلیغ رسالت" جلد ہفتم، مصنف مرزاقادیانی)

* میں نے یہ کتابیں اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بخوبی شائع کی ہیں۔ اس کے علاوہ روم کے پایہ تخت، قسطنطنیہ، بلادِ شام، مصر اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا، اشاعت کی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ مجھے اس خدمت پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی کوئی نظیر مسلمان نہیں دکھلاسکتا" (تبلیغ رسالت" جلد ہفتم، مصنف مرزاقادیانی)

* "یہی وہ فرقہ (یعنی قادیانی فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھادے" (از "ریویو آف ریلیجنز" ص ۵۳۷-۵۳۸)

* دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے" (رسالہ گورنمنٹ "انگریز اور جہاد" ص ۱۴، مصنف مرزاقادیانی)

* قادیانیو! تمہارا مرزاقادیانی اور تم ایک صدی سے مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کے لئے اچھل کود کر رہے ہو، ٹاپتے پھرتے ہو........ لیکن تمہارا سر پتھر تمہارے داغدار چہرے پہ واپس آیا

ہے........ تمہارے پھیلائے ہوئے ارتدادی کانٹوں نے تمہارے ہی پاؤں کو چھلنی کیا ہے........ آسمان جہاد پہ تمہارا تھوکا تمہارے منہ پر ہی پڑا ہے اور تمہاری تردید جہاد کی تحریک نے تحریک جہاد کو مہمیز لگائی ہے........ جہاد کل بھی زندہ تھا........ آج بھی زندہ ہے........ جہاد کا آفتاب کل بھی روشن تھا........ آج بھی روشن ہے........ جہاد کی بجلیاں کل بھی کڑکتی تھیں........ آج بھی کڑکتی ہیں........ پورا عالم کفر لرزہ براندام ہے...... جہاد پوری دنیا میں جاری ہے۔

قادیانیو! سن لو........ اپنے انگریزی کانوں سے سن لو........

جب بھی کسی مظلوم کی چیخ اٹھے گی........ کسی مجاہد کے ہاتھ ظالم کی گردن دبوچنے کے لیے اس کی جانب لپکیں گے........

جب بھی کوئی فرعون خدائی کا دعویٰ کرے گا........ کوئی موسیٰ صفت اسے غرق کرنے کے لیے میدانِ کارزار میں کود پڑے گا........

جب بھی کوئی مسیلمہ کذاب تخت ختم نبوت پر حملہ آور ہوگا........ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیروکار اسے خاک و خون میں تڑپانے کے لئے بجلی کی سرعت سے آئیں گے........

جب بھی کوئی شاتم رسول اپنی زبان کھولے گا........ تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی للکار فضا میں گونجے گی اور اسے جہنم واصل کرنے کے لئے کوئی غازی علم الدین شہید خنجر لہراتا ہوا آئے گا........

جب بھی کوئی صلیب کا پجاری توحید پہ حملہ آور ہوگا........ تو اسے خائب و خاسر کرنے کے لیے کوئی صلاح الدین ایوبی میدان میں موجود ہوگا........

جب بھی کوئی راجہ داہر سر اٹھائے گا........ تو کسی محمد بن قاسم کی تلوار چمکے گی اور راجہ داہر کا سر زمین بوس ہوگا........

قادیانیو! سن لو........ مجاہدوں کی تکبیریں گونجتی رہیں گی........

غازیوں کے قدم کفر کے ایوانوں کو روندتے رہیں گے........

دین حق کے دلاروں کے اسلحے کی جھنکار مسلمانوں کے خون کو گرماتی رہے گی........

اسلام کے سپاہی اپنے دین پہ نچھاور ہوتے رہیں گے........

شہیدوں کے خون سے اسلام کی عظمت کے چراغ جلتے رہیں گے........

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ابدی سچائی ہے......

الجهاد ماضٍ الیٰ یوم القیامة

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

جب تک جلیں نہ دیپ شہیدوں کے لہو سے
سنتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

جناب حامد میر (ایڈیٹر روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد)

ایمان کے بیوپاری

"میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"۔

"جی کیجیئے۔ لیکن پہلے اپنا تعارف تو کروائیے"۔

"حضرت تعارف بھی کروا دیں گے۔ آپ نے بڑی مشکل سے ملاقات کا وقت دیا ہے۔ میں اس وقت کو تعارف میں ضائع نہیں کروں گا"۔

"ملاقات میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی تھی کہ آپ نے فون پر اپنا تعارف نہیں کروایا۔ تعارف کے بغیر ملاقات خواہ مخواہ پُراسرار بن جاتی ہے۔ جب آپ نے کہا کہ پاکستان کے مسائل کا حل صرف آپ کے پاس ہے اور مجھے آپ کی بات ضرور سننی چاہیئے تو میں اپنے وطن کے نام پر آپ سے ملاقات کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اب آپ مہربانی کریں اور تعارف کروا دیں"۔

"تعارف کو ماریں گولی۔ ذرا مسائل کی طرف آئیں۔ ہمارے دو بڑے مسائل ہیں۔ ایک غیر ملکی قرضوں کا بوجھ اور دوسرا کشمیر۔ کیوں ٹھیک کہا ناں میں نے"

"جی بالکل ٹھیک کہا آپ نے!"

"تو پہلے دن ان دو مسائل کو حل کر لیتے ہیں پھر باقی مسائل بھی دیکھ لیں گے"۔

"تو ان دو مسائل کو ہم کیسے حل کر سکتے ہیں؟"

"حضرت ان دو مسائل کو حل کرنے کا ذمہ ہم لیتے ہیں"۔

"ذمہ آپ لیتے ہیں۔ کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہم غیر ملکی قرضوں کا بوجھ اتاریں گے۔ اس طرح پاکستانی معیشت مضبوط بنیادوں پر کھڑی ہو جائے گی اور دوسرے مرحلے میں ہم عالمی برادری کو کشمیر کا مسئلہ حل کرنے پر مجبور کریں گے"۔

"ہم سے کیا مراد ہے۔"

"ہم سے مراد ہم ہیں۔"

"یعنی آپ؟"

"جی ہیں!"

"تو آپ کون ہیں؟"

"حضرت آپ خود سمجھ جائیں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم صرف تین ماہ میں نہ صرف ۳۲ ارب ڈالر کے غیر ملکی قرضے ختم کر دیں گے۔ بلکہ تین چار ارب ڈالر اضافی بھی مہیا کریں گے"۔

"آپ یہ سب کیسے، کریں گے آپ ہیں کون؟"

"حضرت میں ایک پاکستانی ہوں۔ آپ کی طرح اس ملک سے محبت کرتا ہوں۔ میرے اجداد نے اس ملک کے لئے بڑی جدوجہد کی تھی۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی۔ اس کے باوجود ہم اس ملک کے کام آنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کو بھی ہمارے کام آنا ہو گا"۔

"آپ اپنی شرط کھل کر بیان کریں"۔

"جی تو عرض یہ ہے کہ اس وطن عزیز کی پارلیمنٹ ہمیں غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ حالانکہ ہم مسلمان ہیں اور عقیدہ ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور آپ پارلیمنٹ کے ذریعہ ہمیں دوبارہ مسلمان قرار دلوا دیں تو آپ کے ملک کا تمام غیر ملکی قرضہ اتار دیا جائے گا"۔

"اچھا تو آپ قادیانی ہیں؟"

"جی میں قادیانی ہوں۔"

"آپ کو کس نے بھیجا ہے؟"

"میں اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورے کے بعد آپ کے پاس آیا ہوں"۔

"جناب میں تو پارلیمنٹ نہیں ہوں۔ آپ کو اپنی شرط ارکان پارلیمنٹ کے سامنے رکھنی چاہیے"۔

"جی ہم تو رکھیں گے، لیکن خطرہ ہے کہ آپ جیسے لوگ ہماری مخالفت کریں گے"۔

"جی ہم تو ڈٹ کر مخالفت کریں گے"۔

"وہ کیوں؟"

"اس لئے کہ آپ عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں"۔

"یہ پراپیگنڈہ ہے۔ جھوٹ ہے، بہتان ہے۔"

"کیا آپ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے؟"

"میں آپ کو سمجھائے دیتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے باہر سے کوئی اور نبی نہ آئے گا۔ البتہ ان کی امت کے اندر سے ایک نبی آسکتا ہے جو ان کا فرمانبردار ہو گا اور ہم مرزا غلام احمد صاحب کو اپنا امتی نبی قرار دیتے ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام ہے"۔

"دیکھو میاں! میرے پاس بحث کا وقت نہیں۔ قرآن مجید کی سورۂ احزاب سمیت ایک سو سے زائد آیات ختم نبوت کی دلیل دیتی ہیں۔ دو سو سے زائد احادیث ختم نبوت کی گواہی دیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ "میں خاتم الانبیاء ہوں"۔ لہذا ہم کسی امتی نبی کو نہیں مانتے۔ صحابہ کرامؓ نے نبوت کے ایک دعویدار مسلیمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑی۔ جس میں ۱۲۰۰ مسلمان شہید ہوئے اور حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے کذاب کو قتل کر دیا۔ جبکہ ۱۹۵۳ء میں اس پاکستان میں چلنے والی

تحریک ختم نبوت میں ۱۰ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ یہ ۱۰ ہزار قربانیاں کسی غلط فہمی میں نہیں دی گئیں۔ بہت سوچ سمجھ کر دی گئیں۔ آپ لوگ اس تجویز کے ذریعہ اپنے خلاف مزید نفرت اور بد امنی کو دعوت دیں گے''۔

''تو کیا ہم سمجھیں کہ آپ کو پاکستان سے کوئی محبت نہیں؟''

''پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ اسلامی تعلیمات سے انحراف پاکستان سے غداری ہے۔ جو آپ کی تجویز پر عمل در آمد کےلیے رضامندی ظاہر کرے گا۔ وہ غدار کہلائے گا''۔

''اچھا چلئے ایسا کر لیں کہ جب یہ تجویز منظر عام پر آئے تو آپ مخالفت کی بجائے خاموشی اختیار کر لیں۔ آپ کو اور آپ کے وطن کو بہت فائدہ ہو گا''۔

''مجھے کسی فائدے کی پرواہ نہیں۔ مجھے حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ اپنی یہ تجویز ارباب اختیار کے کان میں ڈال رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھیئے کہ کوئی بھی سچا مسلمان دنیاوی فائدے کے لئے اپنے ایمان کا سودا نہ کرے گا''۔

''آپ جذباتی ہو رہے ہیں''۔

''ایمان کے بیوپاریوں کا مقابلہ صرف سچے جذبے سے ہو سکتا ہے''۔

''ہمیں آپ سے کوئی مقابلہ نہیں کرنا۔ اللہ آپ کو ہدایت دے۔ ہم چلتے ہیں''۔

''جاتے جاتے اپنا تعارف تو کروا دیجیئے!''

''پھر کبھی سہی''۔

(روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد صفحہ ۲۔ ۲۶۔ ستمبر ۱۹۹۹ء)

بقیہ از ص 44

ان حقائق کو جانتے ہوئے اگر آپ چودھری غلام احمد پرویز کو مفسر قرآن بلکہ مسلمان مانتے ہیں تو آپ کو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ڈائریکٹر ہونے کا کوئی حق نہیں کویت میں جو لٹریچر پکڑا گیا ہے اس کا حکومت کویت کے صاحبان علم و معارف نے گہرا مطالعہ کیا ہے۔ (خصوصاً مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، کویت نے کلیدی اور قابل فخر کردار اداء کیا ہے۔ تحریک ردّ پرویزیت کے داعی بن کر علماء سعودی عرب خصوصاً امام کعبہ اور مفتی اعظم سے پرویز کے کفر پر فتوے حاصل کئے ہیں) اس کے حیل و عکاید کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ چونکہ پرویز صاحب نے ملت اسلامیہ کے پیروکاروں میں کشیدگی و افتراق کی کوشش کر کے اپنے عقائد فاسدہ کی ترویج و اشاعت کی تعمیل کی کوشش کی ہے اس لئے حکومت کویت نے پرویز صاحب کے مراکز تبلیغ کو بند کر دیا ہے۔

(بہ شکریہ ''روزنامہ اوصاف'' اسلام آباد، ۲۲، ۲۳، اگست ۱۹۹۹ء)

(سید محمد یونس بخاری)

آغا جی ..... ایک تاثراتی تحریر

کچھ لوگ تاریخی حوادث کی پیداوار ہوتے ہیں اور کچھ لوگ خود تاریخ بناتے ہیں۔ وہ حالات کے جبر کی تند و تیز موجوں کے سینے چیر کر اسے سنوارتے خونِ جگر دیکر اسے نکھارتے اور اجالتے ہیں۔ آغا عبدالکریم شورش کاشمیری اسی ثانی الذکر طبقۂ حسن آفریں سے تعلق رکھتے تھے برصغیر میں اپنے عہد کی تمام نادرۂ روزگار شخصیات سے ان کے قلبی اور ارادت مندانہ تعلقات تھے۔ وہ مولانا ظفر علی خان، مولانا ابوالکلام آزاد، علامہ محمد انور شاہ کاشمیری، علامہ محمد اقبال، مولانا سید حسین احمد مدنی، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، علامہ سید سلیمان ندوی، جناب رشید احمد صدیقی، حضرت احسان دانش، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم وغیرہ ہم کے کمالات حسنہ کے براہ راست خوشہ چین تھے۔ خطابت، صحافت، ادب اور شاعری میں وہ ان لوگوں کو درجۂ استناد دیتے تھے۔ ان کی جبینِ نیاز ان حضراتِ عظمت پناہ کے سامنے ہمیشہ خم رہی۔ جن لوگوں نے آغا شورش کی خطابتی معرکہ آرائی کو بچشمِ خود ملاحظہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف استخلاصِ وطن دفاعِ وطن، تحفظ ختم نبوت اور دزدانِ نبوت کے تعاقب کی فکر انگیز ولولہ خیز اور عشقِ رسالت سے معمور و مسحور کیفیات سے مستنیر ہوتا تھا اس معاملے میں وہ کسی مصلحت کوشی کے قائل ہرگز نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تاریخ کے اوراق پر پوری توانائی کے ساتھ زندہ و تابندہ ہیں اور رہیں گے۔ راقم کو آغا جی کے ہفت روزہ چٹان میں کچھ عرصہ بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر کام کرنے کا موقع ملا۔ اظہر سہیل مرحوم مجھ سے پہلے وہاں موجود تھے۔ خواجہ صادق کاشمیری مرحوم کی رفاقت کا اپنا ہی لطف تھا مگر حضرت آغا کی ذاتِ گرامی سے جو کچھ حاصل ہوا وہ خاصے کی چیز ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان کی سرپرستی میں گذرے لمحات میرے لئے گراں قدر متاع ہے۔ ان کے ساتھ بہت سے جلسوں اور سیمینارز میں شرکت کا موقع ملا۔ تفصیلات کے لیے ایک دفتر درکار ہے، تاہم چند ایک واقعات کا اعادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ جون ۱۹۷۱ء کی بات ہے گجرات کے تمبل چوک میں جلسہ عام تھا۔ مرحوم حافظ علامہ احسان الٰہی ظہیر مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد میدانِ سیاست میں وارد ہو چکے تھے۔ وہ سٹیج پر آغا جی کے ساتھ دائیں طرف تشریف فرما تھے۔ مختلف رسمی کارروائیوں کے بعد علامہ صاحب کی باری آئی۔ وہ بڑی روانی سے گفتگو کر رہے تھے۔ وطنِ عزیز کی نظریاتی اساس کے تحفظ کے لیے قربانی و ایثار کے جذبات ابھار رہے تھے کہ ایک طرف سے نعرہ لگا "تاج و تختِ ختم نبوت" ہزارہا لوگوں کے جمِ غفیر نے بیک آواز کہا "زندہ باد" اس سے تقریر کا تسلسل متاثر ہوا تو علامہ صاحب نے نعرہ لگانے والے شخص کو [illegible]

لوگوں کے سامنے لگاؤ جو ختم نبوت کے منکر ہوں۔ اس جلسے میں ضرورت نہیں۔ جلسہ میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ یہ بات آغا جی کی غیرت و حمیت کے خلاف تھی۔ بجلی کی سرعت سے اٹھے مائیک پکڑ لیا، چہرے کا رنگ متغیر، جذبات کی انتہا، بدن پر کپکپی مگر آواز پورے کڑکے کے ساتھ ابھری "حضرات! سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جلسہ ہو، اس رسول کی سیرت پر کہ جس کے دم قدم سے ہم سب کو شرف ملا۔ جس کے دیار سند گوہر بار سے حافظ صاحب سند فراغ حاصل کر کے تشریف لائے ہیں۔ ان کی اس ودیعت کا شکرانہ تو اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ ہم ان کی عظمت و بزرگی، نبوت اور ختم نبوت کا نعرہ ہائے رستاخیز ہر گام پر بلند کرتے رہیں۔ مگر واحسرتا! یہاں تو معاملہ کچھ اور ہی ہو گیا۔ میں کہتا ہوں ختم نبوت کا نعرہ نہ لگے تو سیرتِ رسول بیان ہی نہیں ہو سکتی، نہ اس عقیدے کے بغیر سیرت مکمل ہو سکتی ہے اور نہ ہی دین و ایمان کی تکمیل ممکن ہے۔ نعرہ لگے گا، ضرور لگے گا، میں کہتا ہوں لگاؤ نعرہ ختم نبوت کا، اس زور سے لگاؤ یہ نعرہ کہ ربوہ کے راسپوٹین کو معلوم ہو جائے کہ محمد عربی کے غلام زندہ ہیں۔ وہ تمہارے تعاقب میں ہیں۔ یہ تعاقب اس وقت تک جاری رہے گا جب تک مرتدین اعادہ اسلام نہ کر لیں۔ یا پھر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا جائے۔ گجرات والو! میں نے کعبۃ اللہ کا غلاف پکڑ کر بیت اللہ شریف میں اپنے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک میری رگوں میں خون ہے اور جبتک میرے جسم میں جان ہے میں تیری توحید کے باغیوں اور تیرے حبیب صلی علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دشمنوں پر تیرا ہی قہر و غضب بن کر نازل ہوتا رہوں گا۔ یاد رکھو یہ ختم نبوت کا نعرہ میری خوراک ہے اس کے بغیر میں کچھ نہیں، یہ کائنات کچھ نہیں۔

آغا جی خطیب شعلہ فشاں تو تھے ہی، ان کی شاعری بھی فصاحت و بلاغت اور ودیعتِ خداوندی کا بیش بہا نمونہ تھی۔ بلاشبہ وہ اپنے عہد کے قادر الکلام شاعر تھے۔ وہ بدیہہ گوئی کے ایسے نیر و تاباں تھے کہ جس کے سامنے کسی کا چراغ نہ جل سکا۔ انہیں خود بھی اس کیفیت کا بخوبی احساس تھا مگر وہ اسے عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ اپنی وابستگی وارفتگی اور دیوانہ وار فرزانگی کا اعجاز خاص سمجھتے تھے۔ ان کی ننانوے فیصد نظموں میں اس عقیدے کا اظہار پوری توانائی کے ساتھ موجود ہے جو ان کے عشقِ رسول کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

صفحۂ کونین سے حرف غلط ہو جاؤ گے
تم نے شورش کی اگر ختمِ نبوت سے دغا

ان کے کلام بلاغت میں کئی اشعار ایسے ہیں جو اسلام اور خود ان کی سرگذشت کا پورا پورا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

اونٹوں کے چرانے والوں نے اس شخص کی صحبت میں رہ کر
قیصر کے تبختر کو روندا کسریٰ کا گریباں چاک کیا

یثرب کے مسافر دیکھ کے چل ، یہ اس کے نقوش پا ہی تو ہیں
تاریخ کے لالہ زاروں میں از غارِ حرا تا کرب و بلا

اپنی محبوبہ یعنی آزادی کو مخاطب کرنے کا انداز بے پناہ ملاحظہ کیجیئے۔

تو ہوا کے لالہ و گل میں آ ، تو ادائے سرو و سمن میں آ
میرے آفتاب کی روشنی تو کہاں ہے میرے چمن میں آ
میرے بیت شعر کی رونقیں ، تیری گفتگو پہ نثار ہوں
کبھی جلوہ زارِ خیال میں ، کبھی نغمہ ہائے سخن میں آ
تیرے گیسوؤں کی قسم مجھے ، تجھے گیسوؤں ہی کا واسطہ
مجھے ذوقِ دارو رسن بھی ہے ، تو لباسِ دارو رسن میں آ

جوش ملیح آبادی نے کہا تھا "شورش خیالات کا متلاشی نہیں بلکہ مضامین اس پر نازل ہوتے اور الفاظ ہاتھ باندھے اپنی باری کے منتظر ہوتے ہیں۔ اسے قدرت نے وہ صلاحیتیں عطا کی ہیں جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہیں وہ لفظوں کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا ہے"۔ فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ آغا شورش اپنے عہد کی خفی و جلی صداقتوں کے امین، خوش نوا و خوش خرام منافقوں کے لئے تیغ بے نیام ، ملک صحافت کا شخصِ اعظم، ادبیات عالی کا ایک متبحر عالم، جہد حریت میں بلند مقام، صفحۂ تاریخ کا چمکتا دمکتا نام، جہانِ عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا شخصِ خوش کلام، جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا فدا کار غلام، جہان شعر و سخن کا نقشِ پر جمال، جس کی ہر ایک سانس میں تکبیر رب ذوالجلال۔

وہ کلام پاک سے فکر رسا لے کر مدۃ العمر جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا پیامِ حیات افروز سناتے رہے۔ ان کے نزدیک یہ ایک ابدی سچائی ہے۔ اب اس کے برملا اظہار سے گریز پائی کفر و ضلالت ہے۔

وہ کہا کرتے تھے کہ زمانے کی قد آور ہستیوں نے اسی قیل و قال میں وقت گذارا ہے اگر یہ راستہ غلط ہوتا تو وہ کبھی اس کے راہی نہ بنتے "چٹان" پوری آب و تاب سے شائع ہوتا۔ اس میں فلمی یا نام نہاد ثقافتی اشتہارات نہیں ہوتے تھے۔ ایسی ویسی تمام آلائشوں سے پاک دینی، ادبی ، سیاسی ، سماجی ، اور نظریاتی مضامین اس کی زینت بنتے۔ ملا واحدی ، ڈاکٹر سید عبداللہ، مولانا محمد وارث کامل، ماسٹر تاج الدین انصاری اور کئی نابغۂ عصر شخصیات کے رشحات قلم اس میں شامل ہوتے۔ لوگ ہر ہفتے اس کی اشاعت کے منتظر رہتے یہ عجیب بات ہے کہ آجکل اخبارات فلمی اشتہارات کے بغیر زندہ رہنے کا تصور نہیں کر سکتے۔ میرے استفسار

پر کہنے لگے کہ "اس بازار پر کتاب تو لکھی ہے مگر وہاں کے مذکر مونث کی تصاویر سے چٹان کے صفحات آلودہ نہیں کر سکتا یہ میرے بس میں نہیں ہے۔ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر حاضر ہو کر یہ عہد کیا تھا۔ اب تادم واپسیں ایسا کرنے کی جرأت نہیں۔ یہ میرا ایمان ہے کہ اس پرچے کا بکنا دامانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر مشروط وابستگی کا مظہر ہے اور بس۔ آئندہ یہ سوال مت کرنا"۔ آغا شورش اپنے عہد میں اردو ادب کے محسنِ اعظم تھے "یارانِ تیز گام" بعض فکری و نظری تعصبات کے باعث انہیں ادیب یا انشاء پرداز تسلیم کرنے سے گریزاں رہے۔ دراصل ناٹے قد کے یہ لوگ اپنی درازقامتی کے لیے ان پر طعنہ زن رہتے مگر اپنی تحریر و تقریر میں آغا صاحب کی تراشیدہ تراکیب، اصطلاحات، استعارات، اشارات، کنایات، تشبیہات و تلمیحات دیدہ دلیری کے ساتھ استعمال کرتے۔ سب جانتے ہیں کہ شورش کے کلک معجز رقم اور خامۂ عنبر شمامہ سے ایسے ایسے گرانبہا جملے نکلے کہ اردو زبان ان پر ہمیشہ نازاں رہے گی، سیاسی مذہبی سماجی، فکاہی کوئی سا بھی موضوع ہو آغا نے انشاء پردازی کے وہ جوہر دکھائے کہ سبحان اللہ۔ ان کا ہر نثر پارہ دلی، لکھنؤ اور لاہور کی ثقافتوں کا حسین امتزاج لگتا ہے۔ پڑھنے لگو تو محسوس ہوتا ہے کہ اثمار جنت نظیر اپنی تمام تر شیرینیوں کے ساتھ حلق میں اتر رہے ہیں۔ قاری اور آغا کی تحریر ایک دوسرے میں جذب ہو جاتے ہیں۔

"پس دیوار زنداں" سے "شب جائے کہ من بودم" تک کوئی کتاب اٹھا لیجیے، یہ جادو سر چڑھ کر بولے گا کیوں نہ ہو ان کے پاس ایک ادیب شہیر و طناز قلم اور ایک خطیبِ آتش نوا کا لہجہ تھا جو بقول ان کے عقیدۂ ختم نبوت کا فیضان تھا اور کچھ نہیں۔ دیکھنے والے اگر دیدۂ دل سے دیکھیں تو یہ کھلا راز ایک بہت بڑی حقیقت کے روپ میں نظر آئے گا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

(اگر چمگادڑ کی آنکھ دن میں نہیں دیکھ سکتی تو اس سورج کا کیا دوش)

اب وہ آوازِ وفا بند ہو چکی، ملت بیضا کا نگہدار خاموش ہو چکا، عہد حریت کا تابناک باب اختتام پذیر ہو چکا تحفظ ختم نبوت کا فداکار رخصت ہو گیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابدی نیند سو گیا۔ سب کو معلوم ہے کسی شاعر ادیب اور صحافی کا جنازہ اس شان سے نہیں اٹھا۔ لوگ اس رخصتی پر بھی آتشِ حسد کا نخچیر ہوتے رہے۔ مگر آغا جی کی بات سچی ثابت ہو گئی۔

تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں آئندہ رہوں گا

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

جینے والو جیو مثلِ شورش جیو

بیادِ آغا شورش کاشمیری (انتقال 25، اکتوبر 1975ء)

شعر و سخن کا بادشاہ
ادب و انشا کا دولہا
شاعرِ آتش نوا
غیور و جسور و ادیب و خطیب
باہمت بہادر شجاعت نصیب
منافقوں سے پنجہ آزمانے والا
قلم کو ہمیشہ ضمیر کی آواز پر اٹھانے والا
مرقعِ ایثار و قربانی
ہفت روزہ ''چٹان'' کا بانی
شعلہ بار زبان کا مالک
مے خانۂ شعر و ادب کی رونق
ایک باغ و بہار شخصیت
پروانۂ شمعِ رسالت
سچائی کا پرستار
زیرک بہادر جان باز خوددار
مجلسی دنیا کا شہنشاہ
باطل کے لئے آہنی دیوار
عدو کے لئے چٹان کا پتھر
دوست کے لئے سراپا انکسار
وقت کا رستم اور ثانیٔ سہراب
مقتلِ وفا کے شہیدوں کی یادگار
بے باک صحافی
خون ریز حوادث کا خریدار
کہ جس کی حیاتِ مستعار
آندھیوں اور طوفانوں سے پُر تھی
کم عمری میں خارزارِ سیاست میں آیا
آزادی کی خاطر لڑتا رہا
ایک مدت
پسِ دیوارِ زنداں گذاری
ابتلاو آزمائش
مقدمے اور بیماری
تنگ و تاریک جیل کی کوٹھڑی
اور
زندگی اور موت کی کشمکش سے سرخرو نکلا
تاریک سناٹے کی پیداوار
انجمن ستائش باہمی کے ناخدا
بامِ عروج کے کبوتر
اسے کیا طعن دے سکتے ہیں!
وہ ہر حال میں
ہر دور میں
تابندہ رہے گا!

حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

جنت میں لے جانے والے اعمال

****

ویسے تو ہر نیکی جنت میں لے جانے والی ہے اور ایک مومن سراپا خیر ہے۔ وہ جہاں بھی جاتا ہے نیک کام ہی کرتا ہے اور اسی وجہ سے قرآن حکیم میں یہ بتایا گیا ہے کہ جنت متقین اور نیک لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث نبوی میں مومن کے بارہ میں مثال دے کر فرمایا: مومن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہے کہ تمہیں اس سے فائدہ ہی پہنچے گا۔

(کشف الاستار جلد ۱ ۳ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۳)

لیکن احادیث نبویہ میں چند باتیں ایسی بیان کی گئی ہیں جو آدمی کو جنت میں لے جانے والی ہیں۔ وہ باتیں اتنی مشکل بھی نہیں لیکن ان کی عادت ڈالنا مشکل ہے۔ جب ان کی عادت ڈال لی جائے تو پھر ان کے مطابق یا ان پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اور جب ان باتوں پر عمل ہو گا تو آدمی جنت کے داخلے کا مستحق ہو گا اور اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو گی۔ ان میں سے چند ایک خصلتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے جس کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یوں روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک شخص کو مزے کرتے ہوئے دیکھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے راستہ سے ایک ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو مسلمانوں کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا۔

(مسلم جلد ۴ ص ۲۰۲۱، باب فضل ازالۃ الاذیٰ عن الطریق)

اسی سلسلہ میں سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے مسلمانوں کے راستہ اور گزر گاہ سے تکلیف دہ شے کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دیتے ہیں۔ اور جس شخص کی ایک بھی نیکی قبول ہو گئی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(رواہ السیوطی فی جامع الصغیر)

اسلام سلامتی کا دین ہے۔ وہ ہر شخص کو امن و سلامتی میں رکھنا چاہتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی شخص کسی کو کوئی تکلیف دے یا کسی مسلمان یا انسان کو کوئی تکلیف پہنچے۔ اس لیے یہ بشارت دی گئی کہ ہر شخص کو جو اسلام کا اقرار کرتا ہے، راستہ میں سے ہر اس شے کو ہٹا دینا چاہیے جو کسی دوسرے شخص کے لیے تکلیف و ایذا کا باعث بنے۔

تکلیف دہ شے سے مراد ہر وہ شے ہے جو لوگوں کے لیے باعث اذیت ہو خواہ وہ گندگی یا کوئی اینٹ پتھر ہو یا پھر کوئی درخت وغیرہ۔ ان تمام اشیا کو راستہ سے ہٹا دینا جنت میں داخلہ کا باعث ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور حدیث سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک درخت سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی تھی۔ ایک شخص نے اسے لوگوں کی تکلیف کے ازالہ کے لیے اسے کاٹ ڈالا اور اس وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(مسلم جلد ۴ ص ۲۰۱۲)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث یوں ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص چل رہا تھا۔ اس نے ایک کانٹے دار درخت کی ٹہنی جھکی ہوئی دیکھی تو اسے ایک طرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے بدلہ میں اس کی مغفرت فرما دی۔ (مسلم جلد ۴ ص ۲۰۲۱)

اس مضمون کی احادیث سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۱۲۱۴ باب اماطۃ الاذی عن الطریق میں بھی ہیں۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "امت کے اچھے اور برے سب اعمال مجھ پر پیش کیے گئے۔ ان کے اچھے اعمال میں سے میں نے راستے میں موجود تکلیف دہ شے کو ہٹانے کو پایا.... اور برے کاموں میں سے مسجد میں اس طرح تھوکنے کو پایا۔ جسے دبا نہ دیا جائے۔ (مسلم جلد ۱ ص ۳۹۰)

علماء نے لکھا ہے کہ حلق یا ناک کی ریزش مسجد میں نہ پھینکنی چاہیے۔ البتہ اگر مسجد کچی ہو تو اس میں گڑھا کھود کر اس میں تھوک کو دبا دیا جائے۔

۲۔ اس بارہ میں دوسری بات پیاسے جانور کو پانی پلانا ہے۔ یہ بھی بہت بڑا کار ثواب ہے اور سیدھا جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنواں دیکھا۔ وہ اس میں اتر گیا اور پانی پی کر باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ اپنی زبان باہر نکالے ہوئے ہے۔ وہ پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔ اس شخص نے دل میں کہا کہ جس طرح پیاس نے مجھے تکلیف دی تھی اس طرح اس کتے کو بھی تکلیف ہو رہی ہو گی۔ چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنا چمڑا کا موزہ پانی سے بھر کر اپنے منہ میں تھاما اور کنویں سے باہر آیا اور اس طرح اس کتے کو پانی پلا دیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی اور وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔ (بخاری، مسلم جلد ۴ ص ۱۷۶۱)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران ایک کتا ایک کنویں کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے مرا رہا جا رہا تھا کہ بنی اسرائیل کی فاحشہ عورت نے اسے دیکھ لیا اور اس نے اپنے چمڑے کا ایک موزہ اتارا اور اس سے کنویں سے پانی نکال کر اسے

پلا دیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی یہ بات سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کیا چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر ہمیں اجر و ثواب ملتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر تر جگر رکھنے والی چیز کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر اجر ملتا ہے۔ (مسلم جلد ۴ ص ۱۷۶۱)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی بلی کتے، بکری، گھوڑے یا کسی اور جانور پر رحم کھاتے ہوئے اسے پانی یا چارہ دے گا۔ اسے اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ البتہ اس سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جن کو مارنے کا شریعت اسلامیہ میں حکم دیا گیا ہے۔ جیسے چیل، کوا، سانپ، بچھو، سور وغیرہ۔ ان کو پانی پانی پلانا باعث ثواب نہیں بلکہ ان کو مارنا باعث ثواب ہے تاکہ یہ کسی دوسرے شخص کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اور میں گرگٹ بھی آتا ہے۔ اس کو مارنا بھی حدیث میں باعث ثواب آیا ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

نکوئی با بداں کردن چناں است   کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

۳۔ ان اعمال میں سے ایک عمل اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کرنا بھی ہے۔ اس سلسلہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا، ایک شخص نے اپنے دینی بھائی یعنی مسلمان بھائی کی زیارت کا ارادہ کیا جو کسی دوسرے گاؤں میں رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کے راستہ پر اپنا ایک فرشتہ اس کے انتظار میں بٹھا دیا۔ چنانچہ جب وہ شخص اس فرشتہ کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ اس گاؤں میں میرا ایک دینی بھائی رہتا ہے میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس شخص پر تم نے کوئی احسان کیا تھا جس کی دیکھ بھال کے لیے جا رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا۔ جی نہیں۔ بس اتنی سی بات ہے کہ میں اس سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ یہ جواب سن کر اس فرشتے نے کہا مجھے اللہ نے تمہارے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ جیسے اللہ کے لیے تم نے اس سے محبت کی ہے۔ اس طرح اللہ تم سے محبت کرتا ہے"۔ (مسلم جلد ۴ ص ۱۹۸۸، باب فضل الحب فی اللہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے ایک مسلمان سے صرف اللہ کے لئے محبت کی اور اسی محبت کی خاطر اس کی ملاقات کے لیے گیا تو اللہ تعالیٰ بھی پھر اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی شخص سے محبت کرتے ہیں تو اس کو پھر جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ گویا اللہ کی محبت کی وجہ سے جنت میں داخلہ ضروری ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کی عجیب لفظوں میں تردید فرمائی اور فرمایا:

قل فلم تعذبکم بذنوبکم (المائدہ: ۱۸)

آپ کہ دیں کہ پھر اللہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دے گا؟

علماء نے اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ اللہ جس سے محبت کرے پھر اسے عذاب نہیں دیتا بلکہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ یہود کو عذاب اسی وجہ سے دیا جائے گا کہ اللہ کو ان سے کوئی محبت نہیں۔

اسی سلسلہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے کسی دینی بھائی جس کو وہ اللہ کے لئے محبت کرتا ہے، کی زیارت کرے، مگر یہ کہ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو ندا دیتا ہے کہ تم طیب ہوئے اور جنت تمہارے لئے عمدہ ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ حاملین عرش سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے اس شخص کی صرف میری محبت کی خاطر زیارت کی ہے اور اس کی میزبانی میرے ذمہ ہے ور پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت سے کم کسی ثواب کو کم نہیں فرماتے۔ (مسند ابی یعلی، مسند بزار)

ترمذی اور مسند احمد میں بھی اس مضمون کی روایات موجود ہیں ملاحظہ ہو ترمذی جلد ۴ ص ۳۶۵ باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۴، ص ۴۲۶)

حافظ ابن حجر نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کے لیے اپنے کسی بھائی کی زیارت اور ملاقات کرے مگر یہ کہ آسمان سے ایک فرشتہ اس کو آواز دیتا ہے کہ تم طیب ہوئے اور تمہارا چلنا تمہارے لیے مبارک ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے حاملین کے سامنے فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری زیارت کی ہے اور اس کی میزبانی میرے ذمہ ہے اور میں اپنے بندے کی میزبانی میں جنت کے علاوہ کی اور شے پر خوش نہیں ہوں گا۔

(المطالب العالیہ جلد ۲ ص ۴۰۶، رواہ ابزار فی کشف الاستار جلد ۲ ص ۳۸۸، اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، مجمع الزوائد جلد ۸)

۴۔ ان میں سے ایک خلصت بیمار کی عیادت کرنا ہے۔ حدیث میں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب آیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے لیے محبت ہو، تو ایک پکارنے والا یہ آواز دیتا ہے کہ تم بہت اچھے ہو۔ تمہارا چلنا بھی مبارک ہے اور تم نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے''۔ (ترمذی جلد ۴ ص ۳۶۵ باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان وقال حدیث حسن)

ابن حبان نے اپنی صحیح میں اس کو یوں روایت کیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی زیارت یا عیادت کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں: تم اچھے ہوئے اور تمہارا چلنا مبارک ہو اور تم نے جنت میں ٹھکانہ بنالیا ہے''۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ رحمت الٰہی میں گھس جاتا ہے اور پھر جب اس کے پاس بیٹھتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے''۔ (کشف الاستار جلد ۱ ص ۳۶۸ باب عیادۃ المریض)۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ کہ اس حدیث کو احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان شخص اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ جب تک اس کی عیادت سے واپس نہیں آتا، جنت کے

خرفہ میں رہتا ہے آپ سے پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! جنت کے خرفہ سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا اس کے میوے اور پھل۔ (مسلم جلد ۴ ص ۱۹۸۹)

اسی سلسلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو صبح کے وقت کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرے۔ مگر یہ کہ شام تک اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر وہ شام کے وقت عیادت کرے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اس کو جنت کے پھل حاصل ہو جاتے ہیں:۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب سنن ابی داوٗد جلد ۲ ص ۱۶۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح سے وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی اجر و ثواب کی نیت سے عیادت کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے کے مطابق دور کر دیا جائے گا۔" (سنن ابی داوٗد جلد ۲ ص ۱۶۵)

جو لوگ کسی مریض کی عیادت کے لئے جائیں۔ مریض یا اس کے گھر والوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ عیادت کے لئے آنے والوں کے سامنے ماکولات یا مشروبات کی قسم میں سے کوئی شے پیش کرے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے تو انہوں نے ایک خادمہ لڑکی سے فرمایا کہ ہمارے ساتھیوں کے لیے کچھ لے آؤ۔ چاہے وہ ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکارم اخلاق جنت کے اعمال میں سے ہیں"۔ (طبرانی: معجم اوسط عن حمید الطویل)

۵۔ ایک خصلت جنت میں لے جانے والی بھولے بھالے آدمی کی مدد اور اعانت کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا شخص جو اپنی عقل کی کمی کی وجہ سے اپنے تصرفات اور امور احسن طریق سے ادا نہ کر سکتا ہو، ایسے سیدھے سادے شخص کی اعانت اور مدد کے مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً کسی کے بوجھ اٹھانے میں اس کی مدد کرنا، یا اگر کسی کام کو وہ صحیح طریقے سے نہیں کر پا رہا تو اس میں اس کی مدد کرنا۔ اس مدد کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند کرتا ہے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ کچھ پسند نہ کرے، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا بعض حصہ دوسرے بعض کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا اس عمارت کی ایک اینٹ بھی اس وقت تک نہیں گر سکتی۔ جب تک کہ وہ دوسری اینٹ کے ساتھ پھنسی ہوئی ہو۔ اس طرح کمزور و ضعیف مسلمان ضعیف شمار نہیں ہو گا اس لیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی وجہ سے طاقتور ہے اور اسے ہر وقت اپنے مددگار اور مساعد ملیں گے۔ (مسلم جلد ۴ ص ۱۹۹۹) (جاری ہے)

عبدالرشید ارشد

اسلام اور جمہوریت

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

دنیا میں مسلمہ طرز ہائے حکومت میں قدامت کے حوالے سے بادشاہت سرِ فہرست ہے تو جمہوریت کا نمبر آخری ہے۔ کہ یہ جدید دور کی دریافت ہے۔ جمہوریت دنیا میں متعارف ہوئی تو ان لوگوں کے حوالے سے جو ابھی تک بادشاہت کی گود میں ہیں۔ ہماری مراد یورپ سے ہے۔ جہاں ملکہ برطانیہ بھی ہیں۔ اور سکنڈے نیوین بھی اس سے فیضیاب ہیں۔

بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کی بھی تھی، ملکہ سبا کی بھی اور بادشاہت ملکہ برطانیہ کی بھی ہے اور بعض مسلم ممالک میں بھی ہے اور ہر دور، ہر جگہ کا رنگ ڈھنگ نرالا دیکھنے کو ملا ہے۔ کہیں بادشاہت خلافت سے ملتی جلتی ہے تو کہیں خالص آمریت کے قالب میں اور کہیں "جمہوری بادشاہت" کی شوگر کوٹڈ شکل خدمت کر رہی ہے۔ (انبیاء کی بادشاہت تو ان کی نبوت کا خاصہ اور حصہ ہے جو عین اسلام اور منشاء الٰہی ہے اسی بادشاہت کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔)

ایک طرف اگر سوشلزم اور کیمونزم کے بھیس میں آمریت ہے جسے اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح وضع کی گئی تو دوسری طرف سرمایہ دارانہ آمریت عوام کو چھکنے کو ملی۔ گلوبل فیملی ہر طرح کے نظام سے فیض یاب ہو کر کڑوے کسیلے مزے چکھ رہی ہے۔ مٹھاس کی حقیقت پر مبنی شہادت کہیں سے نہیں ملی۔

خالص جمہوریت جس کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ "طرز حکومت" عوام کی خاطر۔ عوام کے ذریعے عوامی حکومت۔ "عوام کے ذریعے، عوامی حکومت" دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ عوام کو بے وقوف بنا کر ان کے ووٹوں سے حکومت بنانے والا عملاً ان کے لئے آمر بن بیٹھتا ہے۔ اور اپنی یا اپنے چند حوالیوں یا آقاؤں کی طے کردہ پالیسیاں نافذ کرتا ہے خواہ ووٹ دینے والے عوام شور مچائیں۔

موجودہ دور میں جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے اسلامی جمہوریت کا نام دے دیا گیا ہے اور اس جمہوریت میں اسلام صرف نام کی حد تک ہے۔ (یہ اسلام میں تحریف ہے اور کفار کا دجل ہے۔ اسلام خود ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس میں پیوند کاری کا مقصد دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔)

عقل کا اندھا پن، کہ دنیا میں خوش نصیب ترین ملت ہونے کے باوجود، کہ نظامِ حکومت (خلافت راشدہ) کی تمام تر جزئیات ہی نہیں حکمرانی کے طویل دور کا عملی تجربہ بھی مکمل محفوظ حالت میں ہمارا سرمایہ ہے، جو انسانی تاریخ کا درخشندہ باب ہے، جس پر غیر بھی رشک کرتے پائے گئے، ہم نظر انداز کئے بیٹھے ہیں

بقیہ ص 9 پر

عابد مسعود ڈوگر

مشرقی تی مور دوسرا اسرائیل

مشرقی ایشیا میں کئی جزیروں پر پھیلے ہوئے اسلامی ملک انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ سے پچیس سو کلومیٹر مشرق کی سمت میں واقع جزیرہ "تی مور" آج کل عالمی خبروں اور عالمی سازشوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ تیل کی دولت سے مالا مال یہ جزیرہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک مشرقی تی مور ہے۔ اس کا کل رقبہ ۱۴۶۱۵ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی ۸ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ صدر مقام "ڈلی" ہے۔ اس کا اکثر حصہ پہاڑی ہے۔ صندل کی لکڑی، کافی، گندم، چاول اور........ ناریل یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔

اس کی اکثریتی آبادی کیتھولک عیسائی ہے۔ یہ جزیرہ چار سو سال تک پرتگال کی نو آبادی رہا ہے۔ ویت نام جنگ کے زمانے میں پرتگال میں قدامت پسند حکومت کا زوال ہوا۔ اسی دوران موزمبیق، انگولا اور مشرقی تی مور میں بائیں بازو کی اشتراکیت سے متاثر پارٹیاں وجود میں آئیں۔ سترہ جون ۱۹۷۴ء کو انڈونیشیاء کے اس وقت کے وزیر خارجہ نے مشرقی تی مور کو پرتگالی استعمار سے نجات دلانے کے لیے امداد کی منظوری دی۔ پرتگالیوں کے یہاں سے نکلنے کے بعد یہ علاقہ کچھ وقت کے لیے خانہ جنگی کا شکار رہا۔ مگر بعد میں مسلم اکثریت کا یہ علاقہ ۱۹۷۶ء میں انڈونیشیا کی عملداری میں آ گیا۔ نو آبادیات کے دلدادہ مغربی گرگوں کی آنکھ میں یہ بات کانٹے کی طرح کھٹکنے لگی۔ اور اسی روز سے انہوں نے اس علاقے میں شورش بپا کرنے کی ٹھان لی۔ اور آہستہ آہستہ علیحدگی کا یہ پھوڑا انڈونیشیا کے لیے ایسا ناسور بن گیا جس نے آج مشرقی ایشیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مشرقی تی مور تیل کی دولت سے مالا مال ہے اور آج کی اس مادی ترقی کے دور میں تیل کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ یہ عالمی کفریہ طاقتوں کے لیے ایسی سوغات ہے جسے دیکھ کر ہی ان کی رال ٹپکنے لگتی ہے۔ خوش قسمتی سے اسلامی ممالک اس دولت سے مالا مال ہیں۔ اہل کلیسا کو یہ احساسِ کمتری دیمک کی طرح چاٹے جا رہا ہے۔ انہوں نے پہلے اس "مائع سونا" کو قابو میں کرنے کے لیے اہل عرب پر اپنی سازشوں کا جال پھینکا، اور اب وہ انہیں اس جال میں پھانسنے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور دولت کی فراوانی سے سستی نے عربوں کی طبیعت ثانیہ کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ مغرب کی گوری اور اس کے دیار کی چکا چوند روشنی نے عربوں کی آنکھیں ایسے چندھیا دی ہیں کہ اب انہیں اپنی حفاظت کے لیے یہود و نصاریٰ کو بلانا پڑتا ہے۔ خلیج کی جنگ کے بعد تو امریکہ اور یورپ کی فوجوں نے ارضِ حرمین شریفین میں بھی اپنے ناپاک پنجے اس بری طرح گاڑے ہیں کہ اب انہیں نکالنا بغیر ایک طویل اور زبردست لڑائی کے ممکن نظر نہیں آتا۔ عرب کے بعد دنیا میں جہاں جہاں تیل کے ذخائر ہیں مغربی انہیں سونگھتے ہوئے جھٹ سے پہنچ جاتے ہیں۔ مشرقی تی مور میں بھی اسی بدّی کی کشش انہیں یہاں کھینچ لائی۔ پرتگالیوں نے اپنے دور کے آخری دنوں میں مقامی آبادی پر بھیانک قسم کے

ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ ڈالے۔ بے شمار لوگوں کو زبردستی عیسائی بنا لیا گیا۔ اس ظلم و ستم کا سلسلہ تقریباً دس سال تک جاری رہا۔ ''مشرقی تی مور سے پرتگالی انخلاء کے بعد یہاں سب سے زیادہ پیش رفت عیسائیت کی ترویج میں ہوئی۔ اس علاقے میں نہ تو صنعتی ترقی ہو سکی اور نہ ہی اقتصادی، جس کی وجہ سے یہاں بڑی تعداد میں عوام معاشی پریشانیوں میں مبتلا رہے ہیں۔ انہی مالی ناہمواریوں سے فائدہ اٹھا کر عیسائی مشنریوں نے یہاں عیسائیت کے لئے زیادہ سے زیادہ راہ ہموار کرنا شروع کر دی۔ مشرقی تی مور اور انڈونیشیا کے دوسرے جزیروں میں عیسائی آبادی کا تناسب کبھی بھی اتنا زیادہ نہیں رہا۔ مگر گزشتہ دو دھائیوں سے عیسائی مشنریوں نے مالی فوائد کا لالچ دے کر مقامی لوگوں کو عیسائیت کی جانب راغب کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت مسلمانوں کو نکال کر دوسری اقلیتوں کے مقابلے میں عیسائیوں کا تناسب مشرقی تی مور کے علاوہ ۴۵٪ اور مشرقی تی مور میں ۲۷٪ ہے۔ انڈونیشیا کے یہاں نظم و نسق سنبھالتے ہی کلیسا نے مغربی ممالک خاص طور پر آسٹریلیا، ویٹی کن سٹی اور امریکہ سے تعلقات استوار کر لیے تھے۔ مسلمانوں کی ۹۰٪ آبادی والے اس علاقے میں امریکہ اور برطانیہ سے تعلق رکھنے والی مشنری تنظیمیں تیزی سے سرمایہ صرف کر رہی ہیں''۔ (ہفت روزہ ''ندائے ملت'' ۱۶، ستمبر ۱۹۹۹ء) اور یہ سارا کام این۔ جی۔ اوز کے پردے میں ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی یہود و نصاریٰ کی این۔ جی۔ اوز عالم کفر کے لیے نہ صرف جاسوسی کرتی ہیں بلکہ یہ مسلم علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا بھی فریضہ سرانجام دیتی ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت نے جس طرح این۔ جی۔ اوز کو نکیل ڈالی ہے۔ وہ مسلم ممالک کے لیے مشعل راہ ہے۔ ستمبر ۱۹۹۹ء کو اقوام متحدہ کی زیرنگرانی کرائے گئے ریفرنڈم میں مشرقی تی مور کی عیسائی اکثریت نے مسلمان مملکت انڈونیشیا سے آزادی کے لیے حق رائے دہی استعمال کیا۔ ۶ ستمبر کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے ریفرنڈم کے نتائج کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ مشرقی تی مور کے ۷۸.۵٪ یعنی تین لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو اسی ووٹروں نے آزادی کے حق میں جبکہ اکیس فیصد یعنی ۹۴۳۸۸ نے انڈونیشیا کے اندر رہتے ہوئے خود مختاری کے حق میں ووٹ دیا۔ ریفرنڈم کے بعد جزیرے میں خون آشام فسادات شروع ہو گئے۔ جن کو کنٹرول کرنے کے لئے انڈونیشی فوج کو مداخلت کرنا پڑی اور بات مارشل لاء تک پہنچ گئی۔ ان سطور کی تحریر تک اقوام متحدہ کی نام نہاد امن فوج جزیرے میں پہنچ چکی ہے۔ جس کے تمام دستے غیر مسلم ملکوں کی فوج پر مشتمل ہیں۔ اور اس نے بظاہر قیام امن کے لئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ امن فوج جہاں بھی گئی وہیں اس نے اپنے ایجنڈے پر سرفہرست امریکی مفادات کو رکھا ہے۔ اور جو گل اس نے اب تک متاثرہ ملکوں میں کھلائے ہیں۔ وہاں کی کئی نسلیں اس کا خمیازہ بھگتیں گی۔ مشرقی تی مور کی آزادی کی صورت میں انڈونیشیا۔ کی جزیروں میں پروئی ہوئی مالا کے موتی ایک ایک کر کے گرنا شروع ہو جائیں گے۔ مشرقی تی مور کے بعد ''اری این جایا'' اور ''آسے'' کفریہ طاقتوں کی آشیر باد پر آزادی کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ عالمی کفریہ طاقتیں ایک ایک کر کے مسلمان ملکوں کے ٹکڑے کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ عراق، سوڈان کا جنوبی علاقہ چھوٹی عیسائی ریاستوں کے لیے تیار کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے ارباب حل و عقد کو ان خطروں سے نمٹنے کے لئے صحیح سوچ اور اتحاد نصیب فرمائے۔ (آمین)

بشیر حسین ناظم

پرویزیت........ تجزیہ و مشاہدہ

(ملک معراج خالد کے نام کھلا خط)

محترم ملک صاحب! ہمیں ایک مدت سے معلوم ہے کہ آپ چودھری غلام احمد پرویز کے ارادت مند اور پکے عقیدت مند ہیں اور پرویز صاحب کی معتزلانہ لکیدات و حیلہ گریاں آپ کے دل میں گھر چکی ہیں۔ آپ ان کی وفات کے بعد ان کی برسی کے موقع پر ان کی قبر پر پھول چڑھانے کے لئے آتے جاتے ہیں۔ پچھلے سال جو جشن پرویزیت منعقد ہوا اس میں آپ باقاعدہ ایک مرید خاص کی شان سے شریک ہوئے (طلوع اسلام میں چھپنے والی تصاویر شاہد ہیں) آپ کے ساتھ نام نہاد مفتیٔ دوراں طارق عزیز صاحب بھی تھے۔

چودھری غلام احمد پرویز کا شجرۂ علم و ادب اور سلسلۂ اسلامیات و دینیات بلکہ تلمذ خاص اسلم جیراج پوری، سرسید احمد خان، مرزا حیرت دہلوی اور بانی فرقہ معتزلہ واصل بن عطاء سے ملتا ہے۔ واصل بن عطاء خواجہ حسن بصری کے تلامذہ میں سے تھا اور عفریت عقل و خرد کے شکنجے میں جکڑا رہنے میں سکون و اطمینان محسوس کرتا تھا۔ واصل بن عطاء کے اعتقادات نے بڑے بڑے دانشوروں کو فلسفیانہ دلائل و مباحث میں الجھایا اور حکومت وقت کے ارباب بست و کشاد کو اعتقادی طور پر ہلا کے رکھ دیا۔ ائمۂ حق کے لئے نہ صرف مشکلات پیدا کیں بلکہ حضرت امام احمد بن حنبل کو مسئلۂ خلق قران تسلیم نہ کرنے کے جرم میں المناک سزائیں دلوائیں۔ انسان کے مختار مطلق اور مجبور محض ہونے کے عنوان پر بحثیں شروع کرائیں۔ قرآن خلق ہے یا غیر مخلوق؟ اگر مخلوق ہے تو اس کا درجہ مخلوق میں کیا ہے؟ خدا عادل ہے تو سزائیں کیسی اگر عادل نہیں تو خدائی صفات میں اس صفت کا اضافہ کیوں؟ اس قسم کے سوالات اس دور کے مسلمانوں میں ابھرے۔ اسی عہد میں مسلمانوں نے فلسفۂ یونان کو اسلام کی آنچ دیکر اس کا تزکیہ تو کر دیا لیکن اس نے اسلام کی سادہ تعلیمات کو قائم نہ رہنے دیا۔ معتزلہ کے کئی گروہ تھے جنہوں نے اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بصرہ، بغداد، مراکش اور ایران میں بڑی بڑی درس گاہیں قائم کر رکھی تھیں لیکن ان مدارس کے درمیان ایسے اختلافات پیدا ہوئے کہ ان میں نت نئے فرقے فروغ پاتے رہے۔

فرقۂ معتزلہ کے بانی واصل بن عطاء ایرانی الاصل تھے۔ انہوں نے قرآن کی ہدیت کی دلیل کو ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ اس بات پر اڑے رہے کہ چونکہ خدا کی صفات میں ایک صفت حکمت بھی ہے مگر یہ حکمت خدا نے پیدا نہیں کی بلکہ خدا کے ساتھ مشروط ہے، مگر یہ حکمت خدا بھی نہیں کہلا سکتی۔ واصل بن عطاء اور خواجہ حسن بصری کے درمیان عقلیات کے موضوع پر مباحث بھی ہوتے رہتے تھے۔ خواجہ صاحب واصل کو فلسفیانہ موشگافیوں سے گریزاں رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے مگر اس نے آپ کی تلقین کو درخور اعتنا نہ

سمجھا۔ خواجہ حسن بصری نے اسے اپنے حلقۂ درس سے نکال دیا اور فرمایا کہ واصل بن عطاء اعتزال کا شکار ہو گیا ہے یعنی صحیح معیار سے الگ ہو کر عقل کو دین کے معاملے میں معیار مقرر کرتا ہے۔ جو دین کے منافی ہے۔ اس وقت سے واصل بن عطاء کے ساتھ معتزلہ کا لفظ اس کے عمل کی وجہ سے التصاق کر گیا اور ایک نیا فرقہ وجود میں آیا۔ شروع شروع میں فرقۂ معتزلہ، جس کا آخری قالب پرویزیت ہے، کے بانی واصل بن عطاء نے جن عقائد کی تبلیغ کی وہ کچھ اس طرح کے تھے۔

(۱) گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں مومن ہے۔ (یہ عقیدہ پرویز صاحب کو طبعاً اور عقلاً قبول تھا)

(۲) جو شخص زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرے اس کا ایمان بغیر عمل کے مکمل ہے (یہ عقیدہ بھی پرویزیت کی ساس ہے)۔

انسان اپنے اعمال و افعال کے لئے آخرت میں جوابدہ نہیں، کیونکہ انسان اپنے افعال پر مختارِ مطلق نہیں، جو مختار ہو صرف اس کی جوابدہی ہو سکتی ہے۔

واضح رہے کہ واصل بن عطاء پہلے "قدری" تھے مگر جب "جبریہ" کے خلاف زبردست مہم شروع ہوئی تو ان کی طرف سے دفاع کرتے رہے یہاں ایک نقطۂ خاص بتاتا چلوں کہ چودھری پرویز صاحب نے ہمیشہ احناف، شوافع، مالکہ اور حنابلہ کو فرقے سمجھ کر خوب ہدف تنقید ٹھہرایا اور بعد میں عبدالوحید خان جو ایوب خانی دور میں مرکزی وزیر تھے نے بھی ان مذاہب اربعہ پر خوب تنقید کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا۔ اب دیکھیئے معتزلہ جس کا آخری ظہور چودھری غلام احمد پرویز تھے نے کتنے فرقے پیدا کئے جو بعد میں مستقل فرقوں کی حیثیت اختیار کر گئے۔ ان کے فرقوں کے نام یہ ہیں۔

قدریہ، بذیعہ، عشیہ، عقاتلیہ، واہمہ، جبائیہ، کعبیہ، نظامیہ، معمریہ، معتمریہ، ثمامیہ، حاشیہ، سلاحیہ، شمیہ، حلولیہ، الحاخطیہ، کرامیہ، تجاریہ، کلابیہ، خراریہ، جبرولیہ، مزداریہ، حاکلیہ، اسکائیہ، سواریہ، جعفریہ، حماریہ وغیرہم۔

چودھری غلام احمد پرویز کو فرقہ معتزلیہ کے ان فرقوں کا علم ہوتا تو سر پیٹ کے رہ جاتے اور حضرت امام ابو حنیفہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل جو امت محمدیہ کے شموس و احتمازبین پر تنقید نہ کرتے۔

چودھری غلام احمد پرویز میرے بزرگ دوستوں میں سے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۶۰ء میں ان کے حلقہ ارادت میں فیلڈ مارشل محمد ایوخان، لیفٹیننٹ جنرل مجیب الرحمان، ریٹائرڈ سیکرٹری اطلاعات و نشریات اور محترم حاجی حبیب الرحمان سابق انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کے علاوہ گلبرگ لاہور کے بہت سے نودولتیے شامل تھے۔ فیلڈ مارشل ایوب خان چودھری پرویز کی مالی مدد کرتے تھے اور مجیب الرحمان صاحب جو بعد میں جرنیل ہوئے ان کا لٹریچر تقسیم کرتے تھے۔ پاکستان نیشنل سنٹر کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر ملک روؤف بھی اس کام پر مامور تھے۔ چوہدری صاحب کی باتیں بڑی پیچ دار اور گنجلک ہوتیں جس عیاری اور

ہوشیاری سے وہ لوگوں کو مسحور کرتے۔ وہ اپنی مثال آپ تھے ان کے دام فریب میں اکثر وہ لوگ آتے جو شرع و دین کے بنیادی اصولوں سے بے بہرہ ہوتے۔ پرویز صاحب موسیقی کے بڑے رسیا تھے۔ گٹار اور ستار بہت اچھا بجاتے تھے۔ اپنا شوق پورا کرنے کے لئے اتوار کے علاوہ کسی دن محفل موسیقی کا اہتمام ۲۵ بی گلبرگ میں کرتے۔ وہاں کبھی کبھی میں بھی جایا کرتا ایک دن مجھے کہنے لگے "کیا میری باتیں اتنی ہی غیر موثر ہیں جو آج تک تم پر اثر کار نہیں ہو سکیں"۔ میں نے جواباً کہا چودھری صاحب...... آپ کے مریدوں میں بڑے بڑے فیلڈ مارشل، جرنیل، پولیس افسر اور ڈاکٹر (صلاح الدین اکبر) شامل ہیں۔ ان کی موجودگی میں اپنے آپ کو آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل کرنا آپ کی توہین سمجھتا ہوں۔ اس پر پرویز صاحب نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا تمہیں حضرت سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے کا ایک فائدہ تو ہوا میں نے کہا الحمدللہ۔

محفل ختم ہوئی تو مجھے کہنے لگے کل اتوار ہے اور ہمارے ہاں مجلس مذاکرہ ہے۔ جہاں مذہبی و دینی اور ثقافتی مسائل زیر بحث آئیں گے آپ ضرور آئیں۔ میں نے اپنی شرکت یہ کہہ کر مشروط کر دی کہ میں مذاکرے میں ایک سامع اور ناظر کی حیثیت سے بیٹھوں گا۔ چنانچہ میں اپنے ایک دوست ملک سعید کو جن کا پرویز صاحب سے ابتذال کی حد تک مذاق تھا لے کر ۲۵ بی گلبرگ پہنچ گیا۔ مذاکرے کے آغاز میں ابھی کچھ وقت تھا میں نے پرویز صاحب سے باتمکین لہجے میں کہا جناب عالی پچیس لاکھ کی جو گرانٹ فیلڈ مارشل سے آپ کو ملی ہے اس سے ہمیں بھی چائے کی پیالی پلا دیجیئے۔ پرویز صاحب نے جھلا کر اپنے نوکر سے کہا کہ لاؤ یار اس زہر میں سے ان کے آگے بھی کچھ رکھو۔ ملک سعید اور میں چائے پیتے رہے لوگ آکر کرسیوں پر بیٹھتے گئے۔ ساڑھے دس بجے صبح مذاکرہ شروع ہوا لوگوں نے کچھ فقہی مسائل اٹھائے۔ ہم جوابات سنتے رہے اور لطف اٹھانے کے ساتھ ساتھ پرویز صاحب کی فقہی میدان میں نافہمی بھی ہمارے دلوں پر ثبت ہوتی گئی۔ آخر میں ایک نہایت ہی خوش گل خوبصورت اور مہوش محترمہ نے پرویز صاحب سے درخواست کی کہ وہ ان سے تخلیہ میں کوئی بات پوچھنا چاہتی ہیں۔ پرویز صاحب نے فرمایا "محترمہ ایسے مذاکرات ہمارے ہاں اس لئے منعقد ہوتے ہیں کہ ان میں مسائل پر بحث و تمحیص کے بعد ہر کوئی فائدہ اٹھائے۔ محترمہ نے بہت اصرار کیا لیکن پرویز صاحب سب کے سامنے ان کے سوال کا جواب دینے پر مصر رہے۔ آخر وہ کرہاں ماری بول اٹھی کہ میرے میاں مجھ سے خوابگاہ میں لطف اٹھانے کے رسیا ہیں۔ مجھے غسل کرنا ہوتا ہے اور میرے بال خراب ہو جاتے ہیں اور حجام ان کی اصلاح کے لئے اچھے خاصے پیسے لیتے ہیں اس کا کوئی مداوا کیجیئے۔ اب ملک معراج خالد صاحب اپنے نام نہاد مفسر قرآن کا فتویٰ سنیں۔ پرویز صاحب نے بغیر کسی تکلف کے فرمایا۔ محترمہ آپ گردن سے نیچے نیچے پانی بہا لیا کریں۔

یہ وہ رخصتیں تھیں جن سے پرویز صاحب نے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ائمہ ربانی کے احکام کا استہزاء اور مذاق اڑایا اور اسلام اور تاریخ اسلام کے مسلمات سے انکار کیا۔

ملک معراج خالد صاحب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ چودھری غلام احمد پرویز صاحب علماء سے کتابیں لکھوا کر اپنے نام سے چھپواتے تھے۔ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ پرویز صاحب کو یہ شوق پیدا ہوا کہ لوگوں پر اپنی عربی دانی کی دھاک بٹھانا چاہیئے چونکہ وہ خود تو واجبی سی عربی جانتے تھے اس لئے انہوں نے ہمارے بزرگ دوست حضرت علامہ عبدالرحمن طاہر سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اس دور کے علوم عربیہ کے نابغہ تھے رابطہ کیا کہ وہ انہیں لغات القرآن لکھ دیں۔ علامہ عبدالرحمان طاہر سورتی صاحب ان دنوں بے کار تھے۔ ان کا پرویز صاحب سے تین سو پینسٹھ روپے ماہوار پر لغات القرآن لکھنے کا معاہدہ ہوا۔ لغات القرآن تقریباً ساڑھے آٹھ ماہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر پرویز صاحب اور مؤلف لغات القرآن حضرت عبدالرحمن طاہر سورتی میں نزاع پیدا ہو گیا۔

پرویز صاحب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا سمجھتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو آیت اللہ سمجھنے میں ان کو عقل اجازت نہیں دیتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ابن مریم کے باب کو لغات القرآن سے جیسا کہ سورتی صاحب نے لکھ کے دیا تھا نکال کر اپنے نام سے چھپوا لیا اور اس پر لکھوایا "چودھری غلام احمد پرویز کی عمر بھر کی عربی دانی کا نچوڑ" عبدالرحمن طاہر سورتی مرحوم نے ابن مریم کے نام سے علیحدہ ایک پمفلٹ چھپوا دیا جس میں مسلمانوں کا عقیدہ اجاگر کیا گیا تھا۔

علاوہ ازیں حکیم الامت علامہ اقبال کے کلام بلاغت نظام کی غلط تعبیریں کرنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔

تاریخی مسلمات سے اعراض پر وہ خوشی محسوس کرتے تھے اور اس اعراض کا مقصد ایک گونہ اپنی مشہوری ہوتی تھی۔ ظاہر ہے جب تک کوئی شخص کوئی فتنہ زائی نہ کرے نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں میں عزت نہیں پا سکتا،

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پرویز صاحب کو بڑی عقیدت و محبت تھی اور وہ انہیں "شہکار رسالت" کے نام سے موسوم کرتے۔ لیکن ان کی حیات طیبہ کے معروف گوشے پر تمام تاریخی شواہد اور حقائق کا انکار کرتے، یعنی انکے ایمان لانے کے معروف حقائق کی تکذیب کرتے رہے۔ پنجابی میں مشہور ضرب المثل ہے "عقلاں باہجوں کھوہ خالی"

اس سے اندازہ کر لیجیئے کہ پرویز صاحب نے اس حقیقت کے انکار سے قاریوں کے کتنے معصوم ذہن مسموم کئے ہوں گے۔

جہاں تک ان کے مفسر قرآن ہونے کا تعلق ہے (ملک صاحب انہیں مفسر قرآن تسلیم کرتے ہیں) وہ بھی سب پر ظاہر و باہر ہے۔ ان کی عقلی تفسیر انہیں اس موڑ پر لے جاتی ہے جہاں وہ احکم الحاکمین کی بے مثال تکوینی و خلاقی و ابداعی طاقت کا انکار کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا دعویٰ ہے کہ لشکر ابرہہ ابابیلوں کی چونچوں سے گری ہوئی کنکریوں سے تباہ و برباد نہیں ہوا تھا بلکہ وہاں ایک قسم کی وباء پھیل گئی تھی۔ اب اہل اسلام ان کی بودی عقلی دلیل کو مانیں کہ اللہ تعالیٰ کے قادر و قوت کل ہونے کے ارشاد کا انکار کر

دیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود نے آگ میں ڈالا تو پروردگار عالم جل جلالہ نے آگ کو حکم دیا "اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر اس طرح ٹھنڈی ہو جا کہ اس ٹھنڈک میں سلامتی بھی ہو" یہاں ملک صاحب کے مفسر قرآن نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے جو اس کا ہر حکم ماننے کے لئے ہے اور اس کے حکم سے سرمو سرتابی نہیں کر سکتی۔ مفسر قرآن پر عقل مسلط ہو گئی اور اس کی تفسیر یہ کی کہ آگ کا خاصہ ہی جلانا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ دہکتی آگ کے اثر سے کوئی چیز محفوظ رد سکے۔ یہ آگ نہیں تھی بلکہ آگ سے مراد وہ فتنے تھے جو حضرت ابراہیم اور دین حنیف کے خلاف اٹھے۔ پرویز صاحب کی کم سوادی دیکھیئے۔

جب خداوند قدوس ہر چیز کا مالک ہے اور تمام مخلوق کا خالق ہے اور حضرت ابراہیم کے خلاف تمام شورشوں اور فتنوں کو ختم کر سکتا ہے تو آگ کی ماہیت و خاصیت بدلنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اسلام کے دشمنوں نے اہل اسلام میں باہمی کشید گی، افتراق اور تشتت پیدا کرنا اپنا فخر سمجھا ہے اور یہ فریضہ فرقہ معتزلہ نے پوری آب و تاب سے سرانجام دیا ہے۔ واصل بن عطا کے معتزلانہ خیالات فاسدہ نے ہندوستان میں فرقہ "اہل قرآن" میں حلول کیا۔ جس نے حدیث رسول کا سرے سے انکار کر دیا۔ اس فرقے کا بانی ضلع میانوالی کے ایک گاؤں چکڑالہ کا باشندہ عبداللہ چکڑالوی تھا۔ عبداللہ چکڑالوی نے دہلی میں علم حدیث کی تکمیل کی۔ دہلی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد "غلام نبی" المعروف عبداللہ چکڑالوی لاہور میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس زمانے میں لاہور اعتقادی کش مکش کا مرکز بنا ہوا تھا۔ انگریز کے پھیلائے ہوئے فکری اور نظریاتی فرقے آزادی سے اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں مصروف عمل تھے۔ عبداللہ چکڑالوی نے بھی اس شہر کی فضاء کو اپنے مشن کے موافق پا کر عوام الناس کی معمولی کوتاہیوں پر انہیں کافر قرار دینا شروع کیا۔ وہ لاہور میں "مسجد چینیاں والی" کے خطیب مقرر ہوئے تو احادیث اور قرآن میں موازنہ شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اعلان کر دیا کہ جب قرآن ایک مکمل کتاب ہدایت ہے تو حدیث کی کیا ضرورت ہے۔ "مسجد چینیاں والی" کے نمازیوں نے اس کی اس فتنہ پرور جرأت پر اسے مسجد سے نکال دیا۔ مسجد سے اخراج کے بعد عبداللہ چکڑالوی کا ایک معتقد و مقتدی محمد بخش عرف چٹو ٹیوبلی اسے سریانوالے بازار اپنے ہاں لے گیا۔ کچھ عرصہ بعد "چٹو ٹیوبلی" بھی عبداللہ چکڑالوی کا ساتھ چھوڑ گیا۔ بعد ازاں اسے کسی نے پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔

عبداللہ چکڑالوی کے پیروکاروں نے گوجرانوالہ، گجرات میں اپنے مراکز قائم کئے۔ عبداللہ چکڑالوی کے معتقد اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے اور ان کا ایک فرقہ "دتے شاہی" صرف تین نمازیں ادا کرتا اور دو نمازوں کو حدیثی نمازیں کہہ کر چھوڑ دیتا۔ موجودہ دور میں غلام احمد پرویز اس مکتب فکر کے ترجمان ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، سید قاسم محمود)

قاری محمد یوسف احرار، لاہور

☆ کارگل سے پسپا ہو کر ملک کو امریکہ کی جھولی میں پھینک دیا گیا ہے

☆ بدامنی، اقتصادی بدحالی، سودی معیشت اور ناکام خارجہ پالیسی حکمرانوں کی نااہلی کا ثبوت ہے

☆ قادیانیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قانونی شکل دی جائے

☆ مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اعلامیہ

لاہور (پ ر) مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری امیر مجلس احرار اسلام پاکستان کی زیر صدارت ۷۔ ستمبر کو ۹ بجے صبح دفتر احرار میں منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے مجلس احرار اسلام کے مندوبین نے شرکت کی۔ اراکین شوریٰ نے ملک کی داخلی اور خارجی صورتحال کو انتہائی تشویشناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکمرانوں نے ملک کو سیاسی اور اقتصادی تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے کہ عوام کی اکثریت جو کہ پہلے ہی غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ دوسری طرف کاروباری حلقوں کے گلے پر سیلز ٹیکس کی تیز دھار تلوار لٹکا دی گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں لاکھوں عوام بیروزگار ہو چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام پر سلیز ٹیکس کے ظالمانہ نفاذ کی بجائے ٹیکس چوروں پر ہاتھ ڈال کر ان کے نیٹ ورک کو توڑا جائے اور غریبوں کو عزت کے ساتھ جینے کا حق دیا جائے۔ مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے ملک میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت امن و امان کی بحالی میں یکسر ناکام ہو چکی ہے۔ ملک کے دیگر حصوں بالخصوص اندرون سندھ میں عدم تحفظ کا احساس اور بدامنی کا راج قائم ہے۔ حکومت صوبہ سندھ میں حالات کو بگاڑنے کی ذمہ دار ہے اور وہ چاہتی ہے کہ حالات کو اس نہج پر پہنچا دیا جائے کہ عوام فوج کو بلانے کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو جائیں اور حکومت کو حسب منشاء کھل کھیلنے کا موقع مل سکے۔ مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر ملکی معیشت کی بربادی کا بنیادی سبب سودی نظام کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ جب تک بلاسود معیشت و بنکاری کو فروغ نہیں دیا جائے گا، اقتصادی بدحالی کا عذاب ہمارے سروں پر مسلط رہے گا۔ انعامی سکیموں کے ذریعے بینکوں نے عوام سے ۴۳ ارب روپے کی خطیر رقوم لوٹی ہیں۔ جس سے روپے کی گردش رک گئی ہے۔ اور صنعتی و کاروباری زندگی کا نظام ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے۔ مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ نے حکمرانوں

کی ناکام خارجہ پالیسی کو ملک و قوم کے لیے انتہائی نقصان دہ قرار دیتے ہوئے موجودہ حکومت کو سیکورٹی رسک کا نام دیا۔ اور کہا کہ تمام ملکی پالیسیاں بیرونی قوتوں کے اشارے پر مرتب کی جاری ہیں۔ کارگل کے محاذ سے پسپائی اختیار کر کے ملک و قوم کو امریکہ کی جھولی میں ڈال دیا گیا ہے۔ مجلس شوریٰ نے ارباب حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ افغانستان کی شرعی اور نمائندہ حکومت کے ساتھ اپنے برادرانہ روابط کو بیرونی دباؤ پر کمزور کرنے کی بجائے مضبوط و مستحکم کرے۔ اگر اس نازک موڑ پر افغانستان کی حمایت نہ کی گئی تو پھر پاکستان کو کبھی بھی ایسی پاکستان دوست اور پر خلوص افغان حکومت کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کا کوئی دوسرا موقع میسر نہ آسکے گا۔ دو ٹوک، خود مختار اور آزادانہ پالیسی کی تشکیل وقت کی ناگزیر ضرورت ہے۔ پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کی بلا جواز مداخلت اور بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی مذمت اور سدّباب کرنا حکومت کا اوّلین فریضہ ہے۔ مجلس احرار اسلام تو اپنے یوم تاسیس سے سامراجیت کے خلاف برسرپیکار ہے۔ اور اب بھی امریکی جارحیت کی شدید مذمت کرتی ہے۔ مجلس شوریٰ نے اجلاس کے آخر میں منظور کردہ متفقہ قراردادوں میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ ریاستی غنڈہ گردی اور پولیس گردی کی روک تھام کی جائے۔ فرقہ واریت میں کار فرما بیرونی ہاتھ پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اسلام کی بزرگ اور واجب الاحترام شخصیات کے خلاف توہین آمیز لٹریچر کو ضبط کیا جائے۔ مجلس شوریٰ نے تحریک تحفظ ختم نبوت کا جائزہ لیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی ملک و قوم کے خلاف بڑھتی ہوئی شرمناک سرگرمیوں کو بے نقاب کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کرا کر اسلامی شعائر کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ امیر احرار حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ اور مرزا عبدالقیوم بیگ کی تجویز پر فیصلہ کیا گیا کہ ۲۸ - نومبر کو لاہور میں شبانِ احرار کا اجتماع ہوگا اور اسی موقع پر "جمہوریت مردہ باد" کانفرنس منعقد ہوگی۔ اجلاس میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، محمد عمر فاروق، فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ، مرزا عبدالقیوم بیگ، ملک محمد یوسف، محمد شفیع الرحمٰن، حافظ محمد اشرف، مولانا محمد مغیرہ، حکیم عبدالغفور جالندھری، مولانا فقیر اللہ رحمانی، قاری محمد یوسف احرار، پیر ابوذر غفاری، شیخ بشیر احمد، شیخ نذیر احمد، صوفی غلام اکبر، میاں محمد اویس، چودھری محمد اشرف، حافظ انیس الرحمٰن، ڈاکٹر عبدالحمید، حافظ محمد عطاء اللہ، حافظ محمد اسمٰعیل، عبدالکریم قمر، خالد محمود تارڑ، حافظ گوہر علی، حاجی غلام رسول نیازی، عبدالخالق خلیق، ڈاکٹر منظور احمد، غلام حسین احرار، حافظ کفایت اللہ، عبش محمد رضوان، محمد آصف چیمہ، محمود بٹ، ماسٹر غلام یسینٰ اور دیگر ارکانِ شوریٰ نے شرکت کی۔

قاری محمد یوسف احرار، لاہور

عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور استیصال مرزائیت کے لئے ہماری جہاد جاری رہے گا

مسلم لیگ دس ہزار شہداءِ ختم نبوت کے قاتل ہے۔ (حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری)

حکومت قانونِ توہین رسالت کو بدلنے کے لئے امریکی آقاؤں کو یقین دہانیاں کرارہی ہے۔ (مولانا زاہد الراشدی)

لاہور میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا زاہد الراشدی، چودھری ثناء اللہ خان بھٹہ، قاری عبدالحی عابد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، حافظ شفیق الرحمن، مولانا سیف الدین سیف، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، مولانا عبدالقیوم، سید حبیب اللہ شاہ، سید امین گیلانی، سید سلمان گیلانی اور حسین اختر کا خطاب

۷۔ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان میں قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا گیا تھا۔ آج اس فیصلے کو پچیس سال بیت چکے ہیں۔ اسی مناسبت سے مجلس احرار اسلام نے یکم تا ۷۔ ستمبر کو ملک بھر میں یومِ تحفظ ختمِ نبوت منانے کا اعلان کیا۔ چنانچہ چاروں صوبوں میں تحفظ ختمِ نبوت کے عنوان سے اجتماعات منعقد ہوئے۔

قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور حکومت سے ان کے احتساب کا مطالبہ کیا گیا۔ ۷۔ ستمبر ۱۹۹۹ء کو بعد نماز مغرب مرکزی اجتماع دفتر مجلس احرار اسلام پاکستان نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں سالانہ ''تحفظ ختمِ نبوت کانفرنس'' کے عنوان سے منعقد ہوا۔ کانفرنس کی صدارت بزرگ احرار رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے کی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور مرزائیت کے استیصال کے لئے ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ حکمرانوں کی کمزور مذہبی پالیسیوں کے نتیجے میں نت نئے فتنے سر اٹھانے لگے ہیں۔ حکمران اور تمام لادین سیاستدان کفر و الحاد کے فروغ اور امریکی و یورپی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کی اسلامی حکومت اس وقت دنیا بھر میں ایک آئیڈیل اسلامی سٹیٹ کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ ہمارے حکمران منافقت ترک کر کے اسلام کو بطور نظامِ حیات نافذ کریں یا حکومت چھوڑ دیں۔

انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ ۱۹۵۳ء کے دس ہزار سرفروشانِ ختم نبوت کی قاتل جماعت ہے مسلم لیگ کے دور اقتدار میں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کا مطالبہ کرنے والوں پر گولیاں برسائی گئیں۔ ان شہداء کا خونِ بے گناہی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ یورپی کمیشن، جنیوا کا عوامی حقوق کمیشن اور ایمنیسٹی انٹرنیشنل کا یہ دعوی کہ پاکستان میں قادیانیوں اور اقلیتوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے سراسر خلاف واقعہ بلکہ ہمارے اندرونی و مذہبی معاملات میں اشتعال انگیز مداخلت کے مترادف ہے۔ جبکہ پاکستانی حکومت اور سفارت کار اس کا سدِّباب کرنے کی بجائے مرعوبیت کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت عالمی طاقتوں اور بیرونی اداروں کو یقین دھانیاں کرا رہی ہے کہ ہم قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل درآمد کا طریق کار تبدیل کر رہے ہیں لیکن کہ ہم یہ سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے چاہے اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے...... مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب امیر حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے کہا کہ ختم نبوت کے محاذ پر امت مسلمہ نے جو کامیابیاں حاصل کیں ان کو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا۔ مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے کہا کہ قادیانیت کے محاذ پر تحریک تحفظ ختم نبوت کی کامیابیاں دراصل شہداء ختم نبوت کے مقدس خون کا صدقہ ہیں۔

مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ ہم شہداء ختم نبوت کے خون کے وارث ہیں اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک کو کچلنے والوں اور اس مسئلہ پر غداری کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کریں گے ممتاز قانون دان نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ نے کہا کہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مسئلہ پر غداری کرنے والے حکمرانوں، سیاستدانوں اور ججوں کی دنیا و آخرت خراب ہو چکی ہے اور وہ عبرت کا نشان بن گئے ہیں۔ ممتاز صحافی و کالم نگار حافظ شفیق الرحمٰن نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے برصغیر سے انگریز سامراج کے انخلاء اور منکرین ختم نبوت کے خلاف جو جہاد کیا وہ ہماری دینی قومی اور سیاسی تاریخ کا تابناک باب ہے۔ دینی مدارس پر پابندیوں اور مذہبی رہنماؤں کو دہشت گرد کہنے والے دراصل روح جہاد کو کچلنا چاہتے ہیں۔ جب تک قافلۂ احرار باقی ہے کفر و ارتداد کا مردانہ وار مقابلہ ہوتا رہے گا۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قوم عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پہلے بھی ایک تھی، اب بھی ایک ہے۔ ہم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مشن کسی سیاسی مصلحت کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔

مرکزی ناظم نشر و اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی گروہ پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے بین الاقوامی طاقتوں کا مہرہ بنا ہوا ہے۔ ہم اپنے دینی و اندرونی معاملات میں بیرونی دباؤ کو مسترد کرتے ہیں۔

جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا سیف اندین سیف نے کہا کہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد

اور غنڈہ ہونے کا مکروہ کردار ادا کر رہا ہے ہم امریکہ اور اس کے فرمانبرداروں خصوصاً کادیانیوں سے کھلی جنگ کا اعلان کرتے ہیں۔

مولانا قاری عبدالحی عابد نے کہا کہ میں مجلس احرار اسلام کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے گراں قدر خدمات پر اکابر احرار کے موقف کو سلام پیش کرتا ہوں۔ کادیانیوں کا تعاقب و احتساب مجلسِ احرار اسلام کا تاریخی کارنامہ ہے۔

مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے کہا کہ قادیانیت کا تعاقب ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اکابر احرار نے ختم نبوت کا پرچم ۱۹۳۴ء میں قادیان میں لہرایا تھا۔ انگریز سامراج اور اس کے پٹھو کادیانیوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا تھا۔ جانشینِ امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے اکابر کی یاد تازہ کی اور ۱۹۷۶ء میں ربوہ میں پرچم ختم نبوت لہرایا۔ اور مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد احرار کا سنگِ بنیاد رکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر اس جگہ پہنچیں گے جہاں جہاں قادیانیوں نے گمراہی پھیلائی ہے۔

بزرگ شاعر حضرت سید امین گیلانی۔ سید سلمان گیلانی۔ اور حسین اختر نے نعتیں اور نظمیں سنائیں۔

سپاہ صحابہ کے مولانا عبدالقیوم اور حرکتہ الجہاد الاسلامی کے سید حبیب اللہ شاہ نے بھی خطاب کیا۔

توہین رسالت پر سزائے موت، جسٹس بذیر احمد کا موقف برحق ہے۔

توہینِ عدالت کے لئے قانون ہے، توہین رسالت کے لئے کیوں نہ ہو؟

مجلس احرارِ اسلام کسی کو مذہبی و سیاسی ارتداد پھیلانے کی اجازت نہیں دے گی

(امیر احرار، سید عطاء المحسن بخاری)

لاہور (پ ر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المحسن بخاری نے کہا ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس نذیر احمد کا کہنا بالکل بجا اور برحق ہے کہ توھینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتکب شخص کو سزا دینے کے لئے کسی قانون کی ضرورت نہیں۔ سید عطاء المحسن بخاری نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ یہود و نصاریٰ قانون توہین رسالت کی مخالفت کر کے شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کو جائز قرار دلوانا چاہتے ہیں۔ ذکی الدین پال، ایس ایم مسعود اور کرسچین لبریشن فرنٹ کا واویلا بلا جواز بلکہ بذاتِ خود توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ توہین رسالت کا واحد قانون موت ہے اس میں دوسری کوئی رائے قابل قبول نہیں۔

انہوں نے کہا کہ یہ کیسے جہالت ماب ہیں کہ توہین عدالت کے لئے تو قانون ہو اور توہین رسالت کے

لئے قانون نہ ہو حالانکہ عدالت کے احترام کا درس وفا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۲۹۵۔ سی تمام انبیاء کرام کے منصب کے تحفظ کے لئے ہے۔ اقلیتی حلقوں اور سیکولر لابیوں کا اس قانون کے خلاف احتجاج کرنا بد نیتی پر مبنی ہے اور اسکا مقصد دنیا میں پاکستان کی ساکھ کو مجروح کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام ملک کے اسلامی و نظریاتی تشخص کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اور ہم مذہبی و سیاسی ارتداد پھیلانے کی اجازت نہیں دیں گے۔

محمد معاویہ رضوان (چیچا وطنی)

مرزا طاہر سامراج کی پناہ میں سے باہر نکل کر ہمارا مقابلہ کرے

ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے

(عبداللطیف خالد چیمہ)

۱۹۷۴ء میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن (یوم قرار داد اقلیت) کے حوالے سے مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام ۳ ستمبر ۹۹ء کو بعد نماز جمعۃ المبارک مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ کالونی میں ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا جس کی صدارت مجلس احرار اسلام چیچا وطنی کے صدر خان محمد افضل نے کی۔ سیمینار کا آغاز تلاوت قران مجید سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا منظور احمد نے انجام دیئے۔ دار العلوم ختم نبوت کے دو ننھے طالب علموں مسعود الحسن اور مطلوب معاویہ نے "نظم" ختم نبوت پڑھی۔

سیمینار مین تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، دینی جماعتوں کے رہنما اور دانشوروں نے خطاب کیا۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا

ہندوستان کی سرزمین پر جب انگریز نے قبضہ جمایا تو مسلمانوں نے انگریز کے خلاف اعلان بغاوت کیا۔ انگریز نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا سہارا لیا۔ اور مرزا قادیانی کو اپنا ایجنٹ مقرر کیا۔ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کی ناکامی کے بعد علماء امت نے سارا محور و مرکز تعلیمی اور علمی میدان میں بنا لیا۔ انگریز نے محسوس کیا کہ دیوبند کے حوالے سے اٹھنے والی تحریک انگریز سامراج کے راج کو دوام نہ بخشے گی اسی واسطے انگریز نے مسلمانوں کے اندر مرزا قادیانی کو جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچانے کے لئے منتخب کیا۔ اور مرزا قادیانی نے انگریز کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا۔ سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے جدوجہد کی اور کہا کہ مسلمانوں میں ایسا کوئی طبقہ نہیں جو جہاد کا منکر ہو۔ انھوں نے مرزا قادیانی کے اس فتنہ کو آنے والے مسلمانوں کے لیے زہر قاتل قرار دیا ۱۹۱۶ء میں مرزا قادیانی کے

دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین نے امر تسر کے بندے ماترم ہال میں ایک حدیث غلط پڑھی تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے مرزا کو ٹوکا کہ تم حدیث غلط پڑھ رہے ہو۔ جلسہ میں گڑبڑ ہو گئی اور مرزا وہاں سے بھاگ گیا۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں دین حق بیان کیا۔

۱۹۲۹ء میں چودھری افضل حق، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظہر علی اظہر، شیخ حسام الدین، غازی عبدالرحمٰن، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور ان کے ساتھیوں نے قرآنی تعلیمات کی حفاظت اور انگریز سامراج کے انخلاء کے لئے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی اور ۱۹۳۴ء میں احرار قادیان میں فاتحانہ داخل ہوئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد مجلس احرار اسلام ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۵۶ء تک مروجہ سیاست سے کنارہ کش رہی مسلم لیگ نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی سر ظفر اللہ خاں کو بنایا اور وزیر قانون ایک عیسائی جو گندر ناتھ فیڈل کو بنایا۔ مسلم لیگ جو اسلام کے نفاذ کا نعرہ لگاتی تھی اور کہتی تھی پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اس نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ایک قادیانی کو مقرر کیا۔ جس کا نتیجہ اس صورت میں سامنے آیا کہ تمام سفارتخانے مرزائی مشن بن کر رہ گئے۔

ربوہ (چناب نگر) میں بسنے والے مرزائیوں کو مکمل پروٹیکشن مہیا کی گئی اور بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی سازشیں کی گئیں۔ ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں کا سال قرار دیا گیا اور قادیانی کھلم کھلا اعتراف کرتے تھے کہ ۱۹۵۲ء ہمارا سال ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ۱۹۵۲ء تمہارا ہے تو ۱۹۵۳ء میرا ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۱۹۴۷ء سے لے ۱۹۵۲ء تک مسلم حکمرانوں سے مطالبہ کرتے رہے کہ حکومت کے کلیدی عہدوں سے سر ظفر اللہ اور دیگر قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظِ ختمِ نبوت میں شاہ جی رحمہ اللہ علیہ نے حکمرانوں مطالبہ کیا کہ

(۱) قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹاؤ

(۲) ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرو

(۳) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو

اس کے جواب میں مسلم لیگی حکمرانوں (خواجہ ناظم الدین اور اس کی کابینہ) نے تشدد سے اس تحریک کو دبایا اور ہزاروں مسلمانوں کو گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر دیا۔

۱۹۷۴ء میں مولانا سید محمد یوسف بنوری کی قیادت میں اس تحریک کو جلا بخشی گئی۔ مفتی محمود، شاہ فرید الحق، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحق اور شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں ایک طویل جنگ لڑی۔ جبکہ اسمبلی سے باہر علماء کی ایک بڑی جماعت تحریک کی رہنمائی کر رہی تھی۔ جانشین امیر شریعت حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ مجلس احرار اسلام کی طرف سے اپنا موروثی اور جرأت مندانہ کردار اداء کر رہے تھے۔ آخر شہداء ختم نبوت کا لہو رنگ لایا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء بجکر ۳۵ منٹ پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

جنرل ضیاء الحق کے دور اقتدار ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ ہوا اور مرزا طاہر پاکستان سے فرار ہو کر اپنے آقاؤں کے دیس برطانیہ بھاگ گیا۔

آج مرزا طاہر برطانیہ میں بیٹھ کر قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکہ دے رہا ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور ۱۹۸۴ء کا امتناع قادیانیت صدارتی آرڈیننس شہداء ختم نبوت اور مجاہدین احرار کی قربانیوں کا ثمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا طاہر میں ہمت ہے تو امریکی و برطانوی سامراج کی پناہ سے نکل کر پاکستان آ کر ہمارا مقابلہ کرے۔ انہوں نے کہا کہ ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے صوفی محمد شفیق عتیق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کے بڑے عہدوں پر قادیانی براجمان ہیں اور یہ سب سازش کے تحت ہو رہا ہے۔ صوفی صاحب نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک کے دشمن ہیں پاکستان کے حکمران قادیانیت نوازی چھوڑ دیں۔ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف بھی قادیانی سازشوں میں شریک ہیں اور بھارت کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالباقی نے کہا کہ قادیانی اب بھی اکھنڈ بھارت کے لیے کام کر رہے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ قادیانی اپنی لاشیں پاکستان میں بطور امانت دفناتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ پاکستان اور بھارت پھر ایک دفعہ اکٹھے ہوں گے اور ہم اپنی لاشیں قادیان میں دفن کریں گے۔ مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ نے کہا کہ قادیانیوں کی طرح غلام احمد پرویز کے کفریہ عقائد کی سرکوبی کے لئے بھی قانون بنانے کی ضرورت ہے۔ مولانا احمد ہاشمی نے کہا کہ

قادیانی اپنے کفریہ عقائد کو پھیلانے کے لئے سیدھے سادے مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں اور خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ قادیانیت کے بارے میں لٹریچر اور معلومات کو ہر شخص تک پہنچائیں مسجد کے خطیب مولانا ارشاد احمد نے خطاب کرتے ہوئے اکابر احرار کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ آج ہم ادھر سیمنار کر رہے ہیں اس کے پیچھے بہت قربانیاں ہیں۔ ہزاروں شہدائے ختم نبوت کا خون شامل ہے ہمارے اکابر نے اس پر بہت محنت کی تب جا کر قادیانی فتنے کو لگام ڈالی گئی ہے۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عیسائی، مرزائی اور یہودی مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں علماء حق اور اکابر احرار نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے لئے جو قربانیاں دی ہیں وہ ہماری تاریخ کا تابناک باب ہے۔ تنظیم الاخوان کے حاجی محمد اسحٰق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر شب خون مارنے والوں کا محاسبہ اور خاتمہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مولانا نذیر احمد نے کہا کہ امت مسلمہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے پہلے بھی ایک تھی اور اب بھی ایک ہے۔

مولانا نذیر احمد کی دعا کے ساتھ سیمینار کا اختتام ہوا۔

محمد معاویہ رضوان لاہور

نواز حکومت نے مرزائیت نوازی کے ریکارڈ قائم کردیئے

طاہر اطہر قادیانی کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا چیئرمین بنا دیا گیا ہے

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے یادگار ڈاک ٹکٹ کا اجراء اور مجیب الرحمٰن قادیانی کی وفاقی احتساب سیل میں تعیناتی قادیانیت کی بدترین مثال ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے

سید کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر رہنماؤں کا مطالبہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں طاہر اطہر قادیانی کی بطور چیئرمین تعیناتی کو حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی اور دین دشمنی قرار دیتے ہوئے اس پر شدید احتجاج کیا ہے۔ ختم نبوت کے رہنماؤں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ جیسے حساس اور اہم ادارے کے اعلیٰ ترین منصب پر ملک اور اسلام دشمن گروہ کے اہم فرد کی تعیناتی سے مذہبی اور تعلیمی حلقوں میں شدید بے چینی پیدا ہوئی ہے اور اسلام کے نفاذ کی دعویدار حکومت نے مرزائیت نوازی کی انتہا کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام یادگاری ڈاک ٹکٹ کا اجراء، وفاقی احتساب سیل میں مجیب الرحمٰن قادیانی کی تعیناتی اور اب پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پر قادیانی تسلط قائم کرنے کے بعد منکرین ختم نبوت کو نوازنے کے ریکارڈ قائم کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور ملک دشمن کارروائیوں کو تحفظات فراہم کرنے والے حکمران اور سیاستدان ہوش کے ناخن لیں اور اصل دشمن کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ سول اور فوج کے تمام اہم اور کلیدی عہدوں سے تمام قادیانیوں کو بلا تاخیر الگ کیا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، قاری محمد یوسف احرار، میاں محمد اویس اور ملک محمد یوسف نے بھی طاہر اطہر چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی تعیناتی پر شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اس فیصلے کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔

بہبود آبادی کے ٹی وی پروگرام کو عدالت میں چیلنج کیا جائے گا

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کی جائے

دینی قوتیں نفاذ اسلام کے لیے حکومت پر بھر پور دباؤ ڈالیں (ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن)

لاہور (پ ر) ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان نے بہبود آبادی کے نام پر معاشرہ میں بے حیائی فحاشی کے فروغ پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور اس سلسلے میں ٹی وی پروگراموں اور حکومتی اقدامات کو عدالت میں چیلنج کرنے کے لئے ماہرین قانون سے رابطہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ گزشتہ روز فاؤنڈیشن کی مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں کیا گیا جس کی صدارت چیئرمین چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے کی اور اس میں مولانا زاہد الراشدی، عبدالرشید ارشد، چودھری شجاعت علی مجاہد، سیف اللہ خالد، عبداللطیف خالد چیمہ، خالد لطیف گھمن، میاں محمد اویس اور محمد محسن علی نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ مکمل ہو جانے کے باوجود دستور کے مطابق اسے قانون سازی کے لئے پارلیمنٹ میں پیش نہیں کیا جا رہا جو آئین کے تقاضوں میں صریحاً انحراف ہے، اجلاس میں بہبود آبادی کے حوالہ سے ٹی وی پروگراموں اور حکومتی اقدامات کو اسلام اور مغرب کے درمیان ثقافتی جنگ اور تہذیبی کشمکش میں مغرب کی طرفداری قرار دیا گیا اور دینی حلقوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں عوام کی رہنمائی کریں۔ اجلاس کے بعد فاؤنڈیشن کے سیکرٹری جنرل چودھری شجاعت علی مجاہد نے بتایا کہ سیف اللہ خالد کو فاؤنڈیشن کا ڈپٹی سیکرٹری اور گلزار ایڈووکیٹ کو رابطہ سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے اور طے پایا ہے کہ فاؤنڈیشن کا دفتر ۱۳ فین روڈ پر ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ نومبر کے تیسرے ہفتہ کے دوران لاہور میں "پاکستان اور انسانی حقوق" کے عنوان سے سیمینار منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس میں ممتاز دانش ور خطاب کریں گے۔ دریں اثنا ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان کے صدر چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ اور سیکرٹری جنرل چودھری شجاعت علی مجاہد ۱۰ اکتوبر کو گوجرانوالہ جائیں گے۔ جہاں وہ مرکزی جامع مسجد میں علماء کرام اور دانش وروں کے اجتماع سے خطاب کریں گے۔

دار بنی ہاشم میں علماء کی آمد

امیر مرکزیہ حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے ملاقات

امیر احرار، ابن امیر شریعت، حضرت عطاء المحسن بخاری مدظلہ گزشتہ چھ ماہ سے شدید علیل ہیں۔ ان دنوں دار بنی ہاشم میں مقیم ہیں۔ اور زیر علاج ہیں۔

گزشتہ ماہ مختلف دینی جماعتوں کے رہنما اور علماء آپ کی تیمار داری اور ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان ملاقاتوں میں باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیالات بھی ہوا۔

مولانا فضل الرحمن:۔ جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن صاحب ۲۰ ستمبر کو دار بنی ہاشم تشریف لائے۔ مولانا عبدالمجید ندیم (جو حال ہی میں جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوئے ہیں) محترم شیخ فضل حق اور محترم ڈاکٹر محمد عارف بھی مولانا کے ہمراہ تھے اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب

ناظم اور مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ جناب محمد عمر فاروق بھی موجود تھے۔ مولانا فضل الرحمن نے حضرت شاہ جی مدظلہ کی خیریت دریافت کی۔ سید محمد کفیل بخاری نے افغانستان کے حوالے سے امریکہ کے خلاف مولانا کے حالیہ موقف اور اقدامات پر سوال کیا تو مولانا فضل الرحمن نے پوری تفصیل کے ساتھ تمام صورت حال کی روداد سنائی۔

مولانا نے بتایا کہ اگر ہم امریکہ کے خلاف دوٹوک موقف اختیار نہ کرتے تو آج پاکستان اور افغانستان امریکی جارحیت کا نشانہ بن چکے ہوتے۔ امریکہ اسامہ بن لادن کو بہانہ بنا کر دراصل افغانستان کی شرعی حکومت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ احمد شاہ مسعود اس سازش میں سب سے بڑے مہرے کے طور پر استعمال ہورہا ہے ہم نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ اگر امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا یا اس حملہ میں پاکستان کی سرزمین استعمال ہوئی تو پھر ہم امریکہ کے خلاف جہاد کریں گے اور کوئی امریکی محفوظ نہیں رہے گا۔ مولانا نے کہا کہ ہم اس موقف پر قائم ہیں اور اس میں کوئی لچک پیدا نہیں ہوسکتی۔

مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت سید عطاء المحسن بخاری نے مولانا کو اس جرأت مندانہ موقف اور کارنامہ پر مبارکباد دی اور فرمایا کہ اب آپ جمہوریت پر بھی لعنت بھیجیں اور اس کافرانہ نظام ریاست کے خلاف علم جہاد بلند کریں۔ حضرت شاہ جی نے فرمایا کہ نظریہ جمہوریت، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں وجود پذیر ہوا۔ افلاطون اور ارسطو جیسے مشرکین اس کے بانی ہیں۔ اگر یہ نظریہ درست ہوتا تو اللہ کے نبی اسے قبول کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ابوجہل اور اس کے حالی موالی تمام مشرکین اسی نظریہ ریاست کے علمبردار تھے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ دنیا میں کہیں بھی اس نظام کے ذریعے اسلام نہیں آیا۔ اور اس کی ایک مثال بھی نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی، پاکستان میں مذہبی قوتوں کے انتشار و افتراق کا سبب بھی جمہوری سیاست ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء اور دینی جماعتیں خصوصاً دیوبند مدرسہ فکر بہت بڑی قوت ہیں۔ ان کے اتحاد و اتفاق کی صورت میں کوئی باطل قوت، حق پرستوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گی۔ قیام حکومت الٰہیہ کا یک نکاتی ایجنڈہ ہماری کامیابی اور اتحاد کی ضمانت ہے۔ اسلام کا مطلب اسلام کی حکومت کے سوا کچھ نہیں۔ یعنی "فک کل نظام" اسلام کے ماسوا تمام نظاموں کا ٹاٹ لپیٹ دیا جائے۔ میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو پاکستان میں نفاذ اسلام کی تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (آمین)

مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ ہم جمہوریت کو اس کے مروج معنوں میں تو قبول نہیں کرتے اور موجودہ جمہوری سیاسی نظام نے مذہبی جماعتوں کے لئے اقتدار کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ انتخابات میں دینی قوتوں کو ناکام بنانا گویا اب اس نظام کا خاصہ ہے۔ مولانا نے بتایا کہ جمعیت علماء اسلام کی شوریٰ میں بھی اس عنوان پر طویل بحث ہوئی ہے۔ ہمارے بعض احباب کا خیال ہے کہ اگر ہم انتخابات سے بالکل لاتعلق ہوجاتے ہیں تو اس طرح عوام سے کٹ کر رہ جائیں گے۔ نیز آئین کی اسلامی دفعات کا تحفظ کسی اور ذریعے

سے مشکل ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ عوام کالانعام ہوتے ہیں۔ ان کو تو قیادت نے لے کر چلنا ہوتا ہے۔ آپ اسمبلیوں سے باہر رہ کر زیادہ قوت کا مظاہر کر سکتے ہیں۔ اور اس نظام کو مفلوج کر سکتے ہیں۔ یہاں طاقتور کو ہی مانا جاتا ہے۔ الیکشن اور ووٹ تو دھوکہ اور فراڈ ہے۔ اسلام کفریہ سہاروں کا محتاج نہیں۔ اسلام جب بھی آئے گا، اپنی قوت سے آئے گا۔ اس کا ذریعہ صرف تبلیغ اور جہاد ہے۔ افغانستان کا اسلامی انقلاب اس کی زندہ مثال ہے۔ رہی بات عوام سے رابطہ کٹنے کی تو عوام سے جتنا رابطہ علماء کرام کا ہے دنیا میں کسی کا نہیں، دینی رہنما کا پانچ وقت مسجد میں عوام سے رابطہ ہے۔ اور جمعہ کے اجتماعات اس رابطہ مہم میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر اس رابطہ کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو ہمیں کامیابی نہ ہو۔

مولانا فضل الرحمن:۔ رابطہ تو واقعی زبردست ہے، مگر استعمال درست نہیں ہو رہا۔

سید عطاء المحسن بخاری:۔ اسے درست کرنے پر ہی محنت کی جائے۔

مولانا عبدالمجید ندیم نے کہا کہ شاہ جی، آپ نے امریکی جارحیت کے خلاف جو آواز بلند کی تھی۔ وہ آج ہم سب کی آواز بن گئی ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔ آپ کی جدوجہد ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ حضرت سید عطاء المحسن بخاری نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سب کی محنت کو قبول فرمائے اور دینِ اسلام کی سچی خدمت اور نوکری کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

مولانا فضل الرحمن نے حضرت شاہ جی کی صحت یابی کے لئے دعا کرائی اور تقریباً نصف گھنٹہ کی یہ دلچسپ اور خوشگوار ملاقات اختتام کو پہنچی۔

مولانا محمد اعظم طارق:۔ سپاہِ صحابہ پاکستان کے صدر مولانا محمد اعظم طارق ۲۵ ستمبر کی شام حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے ملاقات کے لئے دارِ بنی ہاشم تشریف لائے۔ سپاہِ صحابہ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مقامی رہنما آپ کے ہمراہ تھے۔ مولانا محمد اعظم طارق نے حضرت شاہ جی کی عیادت کی اور ۲۶ ستمبر کو قلعہ کہنہ قاسم باغ سٹیڈیم ملتان میں ہونے والی چھٹی انٹرنیشنل دفاعِ صحابہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعاء کی درخواست کی۔ حضرت شاہ جی نے فرمایا۔ آپ لوگ جس مقدس مشن کے لئے جہد و عمل میں مصروف ہیں وہ بہت بلند نصب العین ہے۔ میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ (آمین)

حضرت شاہ جی سے دیگر جن علماء نے ملاقاتیں کیں۔ ان میں حضرت مولانا عبدالرحمن دامت برکاتہم (حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ کے بھتیجے) مولانا فضل الرحمن درخواستی اور مولانا عبدالغفور حقانی شامل ہیں۔ جبکہ دفاعِ صحابہ کانفرنس ملتان میں آئے ہوئے مختلف شہروں کے کارکن، علماء اور طلباء کثیر تعداد میں مسلسل اور مختلف وفود کی شکل میں دارِ بنی ہاشم آتے رہے اور حضرت شاہ جی کی خیریت دریافت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزاءِ خیر عطاء فرمائے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے (آمین)

احرار نے 1935ء میں مدح صحابہؓ کی جس تحریک کا آغاز لکھنؤ میں کیا تھا سپاہ صحابہ نے آج اس کی تکمیل کر دی

آپ نے دفاعِ صحابہ کے مشن میں ہمارا ہاتھ بٹایا اور دل ٹھنڈا کیا ہے

میں سپاہِ صحابہ کے شہیدوں کو سلام پیش کرتا ہوں

آپ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سید ابوذر بخاری اور مولانا حق نواز شہید کے مشن کو لے کر نکلے ہیں۔ احرار اس جہاد میں آپ کے ساتھ ہیں۔

ملتان (مراسلہ: حسین اختر) مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ مجلس احرار اسلام نے ۱۹۳۵ء میں مدحِ صحابہ کی جس تحریک کا آغاز لکھنؤ میں کیا تھا سپاہ صحابہ نے آج اس کی تکمیل کر دی ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سپاہِ صحابہ کے زیر اہتمام ملتان میں منعقدہ چھٹی انٹر نیشنل دفاعِ صحابہ و حق نواز شہید کانفرنس کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سپاہِ صحابہ کے شہیدوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ سید کفیل بخاری نے مولانا محمد اعظم طارق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے دفاعِ صحابہ کے مشن میں ہمارا ہاتھ بٹایا اور دل کو ٹھنڈا کیا ہے۔ اللہ آپ کو مزید کامیابیاں عطاء فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ آپ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور مولانا حق نواز شہید رحمھم اللہ کے مشن کو لے کر نکلے ہیں۔ احرار اس جہاد میں آپ کے ساتھ ہیں۔

سپاہ صحابہ کی اس عظیم الشان کانفرنس سے مولانا محمد اعظم طارق، مولانا علی شیر حیدری، ڈاکٹر احمد علی سراج اور دیگر مرکزی رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس کا اجتماع ملتان کا تاریخی اجتماع تھا۔ جس میں تقریباً ستر ہزار افراد نے شرکت کی۔

احرار رہنماؤں کی سرگرمیاں

حضرت مولانا محمد اسحاق سلیمی (مرکزی ناظم اعلیٰ)

۷، ستمبر کو تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے گڑھا موڑ سے لاہور پہنچے۔ وہاڑی، بورے والہ، میلسی، عزیزم قیم اور ضلع وہاڑی کے مضافات کے قافلے آپ کی قیادت میں دفتر احرار لاہور پہنچے۔ آپ تقریباً ایک ہفتہ دفتر میں ہی قیام پذیر رہے۔ ۷، ستمبر کی صبح مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی اور امیر مرکزیہ حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ سے تنظیمی امور پر مسلسل مشاورت جاری رہی۔ ۲۲، ستمبر کو چناب نگر پہنچے۔ چنیوٹ میں بخاری مسجد اور احرار مرکز کی تعمیر کی نگرانی فرمائی۔ مسلسل تین روز تک

چنیوٹ میں حضرت پیر جی سید عطا المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی معیت میں رہے۔ محترم حافظ گوہر علی صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ حضرت پیر جی مدظلہ کے ہمراہ ۲۳، ستمبر کی شام ملتان پہنچے۔

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری (مرکزی نائب صدر)

۷، ستمبر کی صبح چناب نگر سے لاہور پہنچے۔ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس اور شام کو تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ہفتہ بھر دفتر احرار لاہور میں ہی قیام فرمایا۔ بعد ازاں فیصل آباد اور چنیوٹ سے ہوتے ہوئے چناب نگر پہنچے۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ پر احرار مرکز اور بخاری مسجد کی تعمیر و تکمیل کے مراحل میں ہے۔

۱۵ مرلے پر مشتمل وسیع ہال کا لنٹر مکمل ہو گیا ہے اور تعمیر جاری ہے۔ آپ نے یہ تمام عرصہ چنیوٹ میں ہی گزارا۔ ۲۳، ستمبر کی شام ملتان پہنچے اور ۲۴، ستمبر کو علی الصبح صادق آباد تشریف لے گئے۔ جماعت کے مرکز مسجد ختم نبوت میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب احرار سے ملاقات کے بعد بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان میں تشریف لے آئے۔ محترم صوفی محمد اسحٰق اور مولانا فقیر اللہ رحمانی آپ کے ہمراہ تھے۔ اپنے دو روزہ طوفانی دورہ میں، بستی مولویاں، بستی اسلام آباد، بدلی شریف، ٹب چوہان، بستی میرک اور جماعت کے تنظیمی عمل کو بہتر بنانے کے لئے ہدایات دیں۔ آپ ۲۶، ستمبر کو صبح ملتان پہنچے۔ ۳۰، ستمبر کو بستی شہلی غربی میں محترم حافظ کفایت اللہ صاحب (رکن مرکزی مجلس شوریٰ) کی بیٹی کی تقریب نکاح میں شرکت کی اور یکم اکتوبر کو دار بنی ہاشم میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔

محترم عبداللطیف خالد چیمہ (مرکزی ناظم نشر و اشاعت)

۷، ستمبر کو دفتر احرار لاہور پہنچے۔ اجلاس شوریٰ اور تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت۔ ہفتہ بھر دفتر احرار لاہور میں قیام۔ تنظیمی امور پر مسلسل مشاورت، چیچہ وطنی، کمالیہ اور ساہی وال کے احباب احرار کا قافلہ آپ کی قیادت میں لاہور پہنچا۔

۲۴، ستمبر کو دار بنی ہاشم ملتان میں آمد۔ حضرت امیر مرکزیہ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، کے ساتھ سید محمد کفیل بخاری اور محمد عمر فاروق کے ہمراہ اہم مشاورت، رات واپسی چیچہ وطنی۔ ۲۶ ستمبر کو دفتر احرار لاہور میں ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن کے اجلاس میں شرکت اور دو روز تک لاہور میں ہی قیام۔ چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس قاری محمد یوسف احرار اور شاہد بٹ کے ساتھ اہم تنظیمی امور پر مشاورت۔ جماعت کے ترجمان ماہنامہ نقیب ختم نبوت کی لاہور میں تقسیم، دفتری نظام کی بہتری و ترقی کے لئے عملی اقدامات۔

سید محمد کفیل بخاری (مرکزی نائب ناظم)

۴ ستمبر، حضرت امیر مرکزیہ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کے ہمراہ لاہور روانگی۔ ۷، ستمبر کو مجلس

شوریٰ اور تحفظِ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت۔ ۹، ستمبر رات ملتان روانگی۔ ۱۰ ستمبر خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان، رات واپسی لاہور۔ ۱۶ ستمبر تک تقریباً تیرہ روز دفتر احرار لاہور میں ہی قیام رہا۔ ۱۷، اور ۲۴، کو خطبات جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان، ۲۶، ستمبر دفاعِ صحابہ کانفرنس ملتان (زیر اہتمام سپاہ صحابہ پاکستان) میں شرکت اور خطاب، مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد اعظم طارق، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا محمد احمد لدھیانوی اور دیگر رہنماؤں سے ملاقاتیں۔ ۲۹ ستمبر کو جناب محمد عمر فاروق کے ہمراہ تلہ گنگ روانگی۔ ۳۰، ستمبر احباب احرار چکڑالہ کے اجلاس میں شرکت، مرکز احرار، مسجد سید نا علی کا معائنہ اور تعمیر کے لئے ہدایت، یکم اکتوبر مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں خطبۂ جمعہ، ۲، اکتوبر قیام تلہ گنگ اور کارکنوں سے ملاقاتیں۔ ۳، اکتوبر راولپنڈی و اسلام آباد۔ ۵ اکتوبر لاہور۔ ۷، اکتوبر کو ملتان واپسی۔

جناب محمد عمر فاروق (رکن مرکزی مجلس شوریٰ)

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ اور شعبہ تصنیف و تالیف کے رکن محترم محمد عمر فاروق صاحب ۶ ستمبر کو تلہ گنگ سے لاہور پہنچے۔ ۱۶ ستمبر تک لاہور دفتر احرار میں ہی قیام کیا اور اہم تنظیمی ذمہ داریاں انجام دیں۔ لاہور سے حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کے ہمراہ ملتان پہنچے اور ۲۹، ستمبر تک ملتان میں ہی قیام کیا۔ ان کی نئی کتاب "آزادی کی انقلابی تحریک" (فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء) اشاعت کے مراحل میں ہے وہ اس کی تیاری اور تحقیق و حوالہ جات کے حصول میں مصروف رہے۔ اور تقریباً ۲۴، روز لاہور اور ملتان میں گزار کر ۳۰، ستمبر کو سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ تلہ گنگ پہنچے۔ ان کی نئی کتاب مجلس احرار اسلام کی عظیم تحریک "فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء" کے احوال اور نتائج کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب جماعت کے لٹریچر میں ایک قابلِ قدر اور اہم اضافہ ہے۔ جو اس وقت طباعت و اشاعت کے مراحل میں ہے۔

ابو معاویہ محمد فقیر اللہ رحمانی (ناظم نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان)

مجلس احرارِ اسلام مجاہدین کشمیر اور طالبان کی ساتھ مکمل یک جہتی کا اعلان کرتی ہے

انعامی سکیموں کے نام پر سودی کاروبار کی لعنت بند کی جائے

چھوٹے کاشتکاروں پر ظلم بند کیا جائے اور زرعی ادویات و کھاد کی قیمتیں کم کی جائیں

حافظ محمد اشرف مجلس احرارِ اسلام ضلع رحیم یار خان کے صدر منتخب ہوئے

مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کا ایک اجلاس مرزا عبدالقیوم صاحب کی رہائش گاہ خانپور میں منعقد ہوا جس میں حافظ محمد اشرف صاحب کو متفقہ طور پر ضلعی صدر منتخب کر لیا گیا۔ سابق ضلعی صدر محترم چودھری گلزار احمد مرحوم کے انتقال کی وجہ سے یہ انتخاب عمل میں آیا۔ اجلاس میں ضلع بھر کے نمائندوں نے شرکت کی اور مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی امیر ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں جماعت کی موجودہ تمام مرکزی قیادت کو بقاءِ جماعت کے لئے قابلِ فخر کردار اداء کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ آخر میں درج ذیل قرار دادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔

(۱) پاکستان میں فوری طور پر اسلامی آئین نافذ کیا جائے۔ اور تمام مکاتبِ فکر کے علماء کے متفقہ تئیس نکات کا نفاذ کیا جائے۔ تاکہ معاشرہ میں امن کی فضا قائم ہو سکے۔

(۲) ملک میں قتل و غارت گری، اغوا ڈکیتی، چوری، فحاشی، عریانی، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، حیا سوز مناظر، بے روزگاری رشوت، بد عنوانی، منشیات کی لعنت، سود خوری اور بے راہ روی پر شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے اصلاح احوال کا مطالبہ کیا گیا۔

(۳) بینکوں کے ذریعے انعامی سکیموں کے نام پر جاری جوئے کا کاروبار بند کیا جائے اور آئندہ کے لئے ایسا قانون بنایا جائے کہ بنک ایسی انعامی سکیموں نہ نکال سکیں۔

(۴) حکومت زمینداروں سے زرعی اجناس چالیس کلو فی من کے حساب سے خرید کرتی ہے لیکن زمیندار کو وہی جنس سنتیس (۳۷) کلو کے حساب سے فروخت کرتی ہے یہ تین کلو عوام کو خسارہ کیوں دیا جاتا ہے۔ حکومت اس ظلم و بد دیانتی اور ناانصافی کو بند کرے۔

(۵) حکومت زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے زرعی ادویات اور کھادوں کی قیمت میں خاطر خواہ کمی کرے تاکہ چھوٹے کاشتکاروں کی پریشانی ختم ہو۔

(۶) ملک میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت پاکستان کی سلامتی کے لئے سنگین خطرہ ہے۔ حکمران امریکی غلامی کا طوق اتار پھینکیں ورنہ عوام کے ہاتھ ان کے گلے تک پہنچنے والے ہیں۔

(۷) مجلس احرار اسلام مجاہدین کشمیر، مجاہدین افغانستان اور طالبان کی بھرپور حمایت کرتی ہے۔

(۸) مجلسِ احرار اسلام کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فرقہ واریت کو پھیلانے والے عناصر کو بے نقاب کرے اور اس سلسلہ میں فریق نہ بنے۔

مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام پہلی جمہوریت مردہ باد کانفرنس

۲۸، نومبر ۱۹۹۹ء بروز اتوار، بعد نماز مغرب	بمقام دفتر مجلس احرارِ اسلام لاہور	تفصیلی اشتہار عنقریب شائع کیا جائے گا

جس میں احرار رہنماؤں کے علاوہ دیگر دانشور، علماء اور سکالر اظہار خیال کریں گے۔

کارکنانِ احرار کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔

شعبہ نشر و اشاعت: مجلس احرار اسلام پاکستان

غیاث الرحمٰن انجم

زبان میری ہے بات ان کی

⊛ حکومت اپنی کامیابی کے لئے حجاموں کو اعتماد میں لے۔ (حجاموں کا آل پاکستان کنونشن)
حکومت نے اس کام کے لئے نوائے وقت کو اعتماد میں لیا ہوا ہے۔

⊛ مسلم لیگ سے علیحدگی کا کبھی سوچا بھی نہیں۔ (گورنر پنجاب کھوسہ)
گورنری سے پہلے یا گورنری کے بعد!

⊛ حکومت کی تبدیلی پیدل کا فاصلہ ہے۔ مارچ کی ضرورت نہیں۔ (پیر پگاڑا)
بالکل درست! آج کل تو آپ خود "پیدل سیاست" کر رہے ہیں۔

⊛ نواز شریف اپنا بویا کاٹ رہے ہیں۔ (بے نظیر)
آپ امریکہ میں بیٹھی چھالیہ کتر رہی ہیں کیا؟

⊛ اپوزیشن کے جلسے اور ہڑتالیں بے وقت کی راگنی ہے۔ (صاحبزادہ فضل کریم)
یہ تو ختم شریف اور آیت کریمہ پڑھنے کا وقت ہے

⊛ وزیر اعظم نے کشکول توڑ کر ڈرم اٹھا لیا ہے۔ (طاہر القادری)
ڈرم میں مال زیادہ آتا ہے۔

⊛ چودھری شجاعت اپنے چچا کو گورنر بنانا چاہتے تھے (ایک خبر)

چاچا روئے بھتیجے نوں، بھتیجا روٹے چاچے نوں

آپے آپے ونڈی جاؤ، آپے آپے کھائی جاؤ

وچوں وچوں کھائی جاؤ، اتوں رولا پائی جاؤ

⊛ حکومت عوام کو سستا اور فوری انصاف فراہم نہیں کر سکی۔ (اعجاز الحق)
اتنی بھی جلدی کیا ہے۔ پاکستان ابھی باون برس ہی کا تو ہوا ہے۔

⊛ بے نظیر کو وطن واپس لانے کے لیے راہ ہموار ہو چکی ہے۔ (ناہید خان)
آجا تینوں اکھیاں اڈیکدیاں..........

⊛ گدھے کا ذکر قرآن میں آسکتا ہے تو ایوان میں کیوں نہیں کر سکتا؟
اراکین اسمبلی کی موجودگی میں اس تکلف کی کیا ضرورت ہے۔ (ایک رکن اسمبلی)

⊛ میں نے اپنے آپ کو نواز شریف کے کتوں کا غلام نہیں کہا۔ (رکن پنجاب اسمبلی)
غلاموں کا کتا کہا ہوگا!

⊛ میاں اظہر اپنے حلقے میں آئے تو مسلم لیگی ڈنڈوں اور انڈوں سے ان کا استقبال کریں گے۔ (میاں مرغوب احمد)
ڈنڈوں سے ہی کام چلا لیں۔ انڈے پہلے ہی مہنگے ہیں۔

محمد عمر فاروق

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

"مصائب اور ان کا علاج"

افادات: مولانا اشرف علی تھانویؒ

وقت کے ساتھ ساتھ سہولیات و آسائشیں جس رفتار کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ اسی سُرعت و برق رفتاری سے بے سکونی، پریشانی، فکر، خوف اور تکالیف و مصائب کے طوفان انسانی زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ ہر فرد شکایت بہ لب اور شکوہ کناں ہے۔ لیکن اپنے احوال و اعمال پر نظر کرنے سے گریزاں ہے۔ جو در حقیقت بے سکونی کی اصل وجہ ہے۔

دینِ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جس یقین و ایمان کی قوت سے نواز ہے۔ یہ قوت اہل ایمان کو پریشانی و مصیبت میں اللہ پر توکل و قناعت اور ہر مشکل گھڑی میں صبر و برداشت سے کام لینے کا حوصلہ عطاء کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بے پایاں یقین آدمی کو گھبرانے اور ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ آج کی بے سکون دنیا میں اگر رحمتِ ایزدی شاملِ حال نہ ہو تو انسان مصائب و آلام کے پہاڑ میں دب جائے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب "حکیم الامت" کے صحیح مصداق تھے۔ انہیں دور حاضر کے گھمبیر روحانی مسائل اور ان کے قرآنی حل کا شعور و ادراک اور ان کے شافی علاج پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ انہوں نے انسانیت کو درپیش روحانی مسائل پر اسلام کی زریں تعلیمات کی روشنی میں اپنے رسائل اور کتب میں تفصیلاً لکھا۔ مرتبین کتاب ہٰذا میں حضرت تھانوی کے ملفوظات اور دیگر اکابر کی کتب سے قیمتی مواد اکٹھا کر کے ۲۳۲ صفحات کی یہ خوبصورت کتاب ترتیب دی ہے۔ جو ادارۂ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان سے طلب کی جا سکتی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب انسانیت کو راحت و سکونِ قلب فراہم کرنے میں مدد گار ثابت ہو گی اور دنیا میں خوشی و مسرت تقسیم کرنے کا باعث بنے گی۔ (کتاب پر قیمت درج نہیں ہے)

"انمول موتی"

یہ رسالہ حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ کے مواعظ و ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے ان کے مرید و معتقد محترم مولانا مفتی محمد زبیر بھیات (مقیم جنوبی افریقہ) نے مرتب کیا ہے۔ بزرگوں کے ارشادات جہالت و گمراہی کی تاریکیوں میں مشعلِ راہ ہوتے ہیں۔ فاضل مرتب نے "انمول موتی" لکھ کر ثواب کمایا ہے اور اس کی اشاعت کی سعادت ادارۃ العلم و التحقیق جامعہ ابوہریرہ خالق آباد زڑہ میانہ سٹاپ نوشہرہ سرحد کے حصے میں آئی ہے۔ ۷۸ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ مذکورہ پتہ سے مل سکتا ہے۔ (قیمت درج نہیں ہے)

"فضیلت قرآن"

حضرت مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ نے یہ رسالہ ایک خاتون کی فرمائش پر "فضل القرآن" کے عنوان سے ۱۲۳۳ھ میں فارسی میں تحریر فرمایا تھا۔ جس کا ترجمہ مولانا نورالحسن راشد (کاندھلوی) نے "فضیلت قرآن" کے نام سے کیا ہے۔ جس میں قرآن مجید کی تلاوت پر اجر و ثواب اور ساتھ ہی تلاوت قرآن سے متعلق اہم مسائل، ہدایات و آداب، ذکر، کلمہ طیبہ، استغفار، درود شریف اور چند مخصوص سورتوں کے فضائل مستند کتب حدیث سے باحوالہ درج کیے گئے ہیں۔ ۱۵ صفحات کا یہ رسالہ خط لکھ کر اس پتہ سے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ندوۃ المعارف۔ ۱۳ کبیر سٹریٹ، اردو بازار لاہور۔

ترحیم

مسافرانِ آخرت

جناب محمد یعقوب مرحوم: مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے کارکن جناب خالد فاروق کے چچا اور محمد اشفاق مرحوم کے والد جناب محمد یعقوب طویل علالت کے بعد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

بابا میاں محمد مرحوم:۔ مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے قدیم کارکن بابا میاں محمد صاحب مختصر علالت کے بعد رحلت کر گئے۔ مرحوم، مجلس احرار اسلام کے معاونین بھائی ربنواز کے والد اور عزیزم احمد نواز کے دادا جان تھے۔

شیخ عبدالرزاق مرحوم:۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم شیخ عبدالرزاق صاحب۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۹ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم طویل عرصہ سے علیل تھے۔ آپ مقامی احرار کارکن شیخ فضل الرحمن، شیخ خلیل الرحمن، عتیق الرحمن کے چچا اور شیخ عبداللطیف کے بھائی تھے۔

محمد جاوید اختر مرحوم: ہمارے نہایت کرم فرما اور سلیمی دوا خانہ ملتان کے مالک محترم مسعود اختر صاحب، حسنین اختر صاحب کے بھائی جناب محمد جاوید اختر صاحب ۲۸۔ ستمبر ۱۹۹۹ء کو مانچسٹر میں انتقال کر گئے۔ وہ محترم سلیم اللہ خان مرحوم کے فرزند اور حضرت حکیم محمد حنیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے۔ خاندانِ امیر شریعت کے ساتھ اس خاندان کا محبت و خلوص کا تعلق نصف صدی پر محیط ہے۔ مرحوم ایک ہنس مکھ اور محبت و خلوص کے پیکر انسان تھے۔ حضرت حکیم صاحب مرحوم کے خاندان کے لیے اُن کی موت بہت گہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، خطاؤں کو معاف فرمائے اور حسنات قبول فرما کر جنت الفردوس عطاء فرمائے۔ (آمین) اراکین ادارہ دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ان حضرات کو بھی شامل فرمالیں اور ان کے ایصال ثواب کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ اس کارِ خیر پر اللہ تعالیٰ بہت اجر عطاء فرمائیں گے۔ (ادارہ)

جنت میں گھر بنائیے!

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام

مرکزی مسجد عثمانیہ

ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی کی باقاعدہ
تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے
نقد یا سامان کی صورت میں
تعاون کا ہاتھ بڑھائیں اور
اللہ سے اجر پائیں

کرنٹ اکاؤنٹ
نمبر 9-232
نیشنل بنک جامع مسجد بازار چیچا وطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ
ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی

رابطہ و معلومات اور ترسیل زر کے لیے

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچا وطنی
فون نمبر: 611657 - 0445

منجانب انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ)
ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سیکم چیچا وطنی۔ ضلع ساہیوال پاکستان

فون نمبر
610955 - 0445

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی
کی اہم تصنیفات و تالیفات علوم و معارف بیش بہا خزانہ

اشرف التفاسیر

حضرت تھانوی کی جملہ تالیفات سے منتخب شدہ سینکڑوں
الہامی تفسیری جواہر پارے
تقدیم کاوش حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

کامل ۴ جلد قیمت /۱۲۰۰ روپے

خطبات حکیم الامت

اصلاح باطن کے لئے نسخۂ اکسیر
دعوات عبدیت اور دوسرے سینکڑوں
مواعظ کا جدید ترتیب کے ساتھ
تقریباً ۱۲۰۰۰ صفحات پر مشتمل

کامل ۳۱ جلد قیمت /۵۴۱۹ روپے

ملفوظات حکیم الامت

جس میں اولیاء اللہ کے عجیب و غریب
واقعات اور زندگی کے سینکڑوں مسائل کا
قرآن و سنت کی روشنی میں حکیمانہ حل

کامل ۲۵ جلد دس جلدیں شائع ہو چکی ہیں
جن کی قیمت -/۱۲۹۰ روپے ہے

کلید مثنوی

مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی مولوی معنوی
کی لاجواب پہلی مستند اردو شرح
حکیم الامت حضرت تھانوی کے علوم و معارف سے لبریز
العشق محبت کی آگ پیدا کرنے والی کتاب
پہلی بار بڑی تقطیع پر جلی قلم کے ساتھ
کامل ۲۴ حصے ۱۲ جلدوں پر مشتمل قیمت سیٹ /۳۶۰۰

ہر قسم کی اسلامی کتب کے لئے ملنے کا پتہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

بیرون بوہڑ گیٹ۔ ملتان
فون نمبر: 1501-540513

خصوصی پیشکش

ان ساڑھے سات جلدوں کے مکمل سیٹ کی قیمت /۱۱۵۰۹ روپے
خاص رعایت صرف ۶۹۰۰ روپے میں، پیشگی رقم ملنے پر
خرچہ ٹرانسپورٹ بذمہ ادارہ۔ خصوصی رعایت سے جلد فائدہ اٹھائیں

قافلۂ حریت کے عظیم سپوت، شاعرِ احرار

جانباز مرزا کی تہلکہ خیز تصانیف

کاروانِ احرار
تاریخ آزادیٔ برصغیر

برصغیر کی تاریخ آزادی کی مستند تاریخ
مجاہدینِ احرار کی قربانیوں کا تذکرہ
قیمت مکمل سیٹ =/۸۵۰

حیاتِ امیرِ شریعتؒ
خطیبُ الامت، بطلِ حریت، امیرِ شریعت
سید عطاءُ اللہ شاہ بخاریؒ کی ملی دینی خدمات عزیمت و
استقلال کا عظیم مرقع سوانح و خدمات — قیمت =/۱۰۰

انگریز کے باغی مسلمان
فرنگی استعمار کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے
والی عظیم شخصیات کی جہد و عمل کی داستان
قیمت =/۱۰۰

تحریک مسجد شہید گنج
مسجد شہید گنج کی واگزاری کے نام پر مجلس احرار اسلام
کے خلاف اٹھائی گئی تحریک کی نقاب کشائی۔
قیمت =/۱۰۰

مسیلمہ کذاب سے دجالِ قادیان تک
تحریک ختم نبوت کے مختلف موڑ۔ قریباً ایک صدی
کی مسلسل جدوجہد اور جھوٹے مدعیان نبوت کی
سازشوں کا تذکرہ — قیمت =/۱۰۰

انگریز کے باغی مسلمان (حصہ دوم)
تقسیم بنگال، مسلم لیگ کا قیام، پہلی جنگ عظیم، تحریک ریشمی رومال،
شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی گرفتاری اور رہائی۔
حادثہ جلیانوالہ باغ اور تحریک خلافت جیسے
سینکڑوں واقعات و مشاہدات کا تذکرہ۔
(زیر طبع)

نغمۂ جانباز مرزا
شاعرِ حریت جانباز مرزا کی معرکۃ الآراء
نظموں کا مجموعہ — قیمت =/۳۶

قارئین نقیبِ ختمِ نبوت کو مکمل سیٹ کی خریداری پر 40% کمیشن دیا جائے گا۔

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی **ملتان** - فون: ۵۱۱۹۶۱

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الاوّل

۱—۲—۳

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الثانی

۴—۵—۶"—۷ "زیر طبع" ۶-۷

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الثالث

۸—۹—۱۰—۱۱—۱۲

اشرف الہدایہ شرح اردو ہدایہ

الجز الرّابع

۱۳—۱۴—۱۵—۱۶

مکتبہ شرکت علمیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

547309
544913